Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 59

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

شمارہ 27

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

25 رجب 1431 ہجری - 8 وفاء 1389 ہش - 8 جولائی 2010ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

اگر جنت کے امیدوار بننا ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپسی رشتوں کو بھی مفید اور مضبوط کرنا ہوگا

اگر عورتیں اپنا کردار ادا کرنے کا عہد کرلیں تو گھروں کی بہترین محافظ بن سکتی ہیں اور بچوں کی اچھی تربیت کرسکتی ہیں

ہم نے اپنے لئے ہی جنت نہیں حاصل کرنی بلکہ دنیا کو جنت کے راستے دکھانے ہیں۔ اور اس بات کو ہر احمدی مرد و عورت کو اپنے اندر راسخ کرنا چاہئے۔ اس سے ہم دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والے بن جائیں گے

خلاصہ خطاب سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برائے مستورات فرمودہ مورخہ ۲۶ جون برموقع جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۱۰ء

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ توبہ کی آیت 72 کی تلاوت فرمائی:

وَعَدَ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ۔

یعنی اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہونگی، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی جو دائمی جنتوں میں ہوں گے۔ تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

فرمایا: قرآن کریم میں مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کا اسلوب ہے کہ بعض جگہ مومنین اور مومنات کہہ کر مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب فرماتا ہے اور بعض جگہ مومنین کا ذکر ہے جس میں مرد وعورت دونوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ بہرحال یہ خوشخبری مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جنت پوشیدہ چیز کو بھی کہتے ہیں یعنی ایسی چیز جس کے بارے میں پوری طرح علم نہ ہو۔ اسی طرح جنت کو جنت اس لئے بھی کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اس دنیا کی جنت تو چھپی ہوئی نہیں ہوتی۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی اُخروی جنت کا وعدہ فرماتا ہے جس کی عظمت کا انسان ظاہری طور پر احاطہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (السّجدہ:۱۸)

یعنی کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اس کی جزا کے طور پر جو وہ کیا کرتے تھے۔ پس جنت اور اس کی نعمتیں ایسی چیز ہیں کہ اس دنیا میں انسان ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ یہ ان اعمال صالحہ کی جزا ہے جو عمل کرنے کے نتیجہ میں ایک مومن اور مومنہ کو ملتی ہے۔ پس ایمان لاکر خوش ہوجانا کافی نہیں بلکہ ایک مومن مرد اور مومن عورت کو اپنے اعمال کو عبادات سے سجانے کی ضرورت ہے اور اصل جنت اللہ کی جزا ہے جو اس کوشش سے ملتی ہے کہ ہم نے ہر کام اللہ کی رضا کی خاطر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جنت کا ظاہری نقشہ بھی کھینچا ہے اور یہ نقشہ صرف ایک تمثیلی نقشہ ہے، یہ سمجھانے کیلئے ہے کہ کوشش کروگے تو ایسی جنت ملے گی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی اصل حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دُنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دُودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اَور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا، اس نے قرآن شریف کا ایک حَرف بھی نہیں سمجھا۔

فرمایا: اِس آیت کی شرح میں جو ابھی مَیں نے ذکر کی ہے، ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اس کی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کِسی کان نے سُنیں اور نہ دلوں میں کبھی گذریں۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سُنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گزرتی ہیں۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ اور رسول اس کا ان چیزوں کو ایک نرالی چیزیں بتلاتا ہے تو ہم قرآن سے دُور جاپڑتے ہیں۔ اگر یہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دنیا کا ہی دُودھ ہوگا جو گائیوں اور بھینسوں سے دوہا جاتا ہے گویا دُودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ریوڑ موجود ہوں گے اور درختوں پر شہد کی مکھیوں نے چھتّے لگائے ہوئے ہوں گے اور فرشتے تلاش کرکے وہ شہد نکالیں گے اور نہروں میں ڈالیں گے۔ کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں جس میں یہ آیتیں موجود ہیں کہ دُنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا اور وہ چیزیں رُوح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی ہیں اور رُوحانی غذائیں ہیں گو ان غذاؤں کا تمام نقشہ جسمانی رنگ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ بتایا گیا ہے کہ ان کا سرچشمہ رُوح اور راستی ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۸۳، ۸۴، تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ ۳۳)

پس جو اُخروی جنت ہے اس کے حصول کی کوشش تو اس دنیا میں شروع ہوجاتی ہے۔ جس قدر ایک مومن اس دنیا میں اپنی جنت خدا کی رضا کے حصول کی بنانے کی کوشش کرے گا، اس سے بڑھ کر اُخروی جنت بنائے گا۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ لامحدود اجروں کی خوشخبری دیتا ہے۔ اور اُخروی جنتوں کے متعلق فرماتا ہے کہ یہ وہ پاکیزہ گھر ہیں جن میں ناپاکی کا سوال ہی نہیں اور ان کی پاکیزگی عارضی نہیں بلکہ ہمیشہ کیلئے جنتی ان کو دیکھ کر اللہ کے شکرگذار ہونگے اور یہی وہ فوزِ عظیم ہے اور یہی وہ آخری مقصد ہے جس کے حصول کیلئے ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اصل جنت خدا ہے جس کی طرف تردّد منسوب ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے بہشت کے عظیم ترین انعامات میں سے رضوان من اللہ اکبر کو ہی رکھا ہے۔ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دُکھ اور تردّد میں ہوتا ہے مگر جس قدر قرب الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ سے رنگین ہوتا جاتا ہے اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے۔ جس قدر قرب الٰہی ہوگا، لازمی طور پر اسی قدر خدا کی نعمت سے حصہ لیگا۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا بصیرت افروز خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا: یہ جنتیں دنیا کی زندگی میں بھی اللہ کی رضا کے حصول کی وجہ سے عطا ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مومنین کی پریشانیوں اور دکھوں وتکلیفوں کو سکون میں بدل دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ فرمایا: اس آیت سے پہلے بعض اعمال کا ذکر کرکے بتادیا ہے کہ یہ عمل ہیں جو مومن کو نیک بنادیتے ہیں۔ چنانچہ جب بدوؤں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے تو فرمایا تم حقیقت میں ایمان نہیں لائے۔ حقیقی ایمان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے ملتا ہے۔ فرمایا: مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار رہیں۔ پس اگر جنت کے امیدوار بننا

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

قیامت تک رہنے والی صداقت

قرآن مجید اس وقت دنیا میں پائی جانے والی حیرت انگیز الہامی کتاب ہے جو اپنے نزول کے ساتھ ساتھ ضبط تحریر میں آئی اور ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کرنے والی واحد کتاب ہے اس کے آغاز وحی سے لے کر اختتام تک جو کچھ بھی نازل ہوا قیامت تک قائم رہنے والی صداقت ہے اس کے مضامین وقتاً فوقتاً ظاہر ہو کر اس کے نازل کرنے والے خدا کی علیم وخبیر ہستی ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔

امسال ماہ فروری میں ۱۹ویں انٹرنیشنل بک فیئر دہلی میں اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ جانے کا پہلی بار موقعہ ملا۔ اس بک فیئر میں سینکڑوں سٹال لگے تھے۔ ان سٹالز کو دیکھ کر قرآن مجید کی بیان فرمودہ کئی پیشگوئیاں نئے انداز سے پوری ہونے کی شہادت ملی۔ بک فیئر میں لگے سینکڑوں سٹالوں اور مختلف النوع عناوین کے تحت چھپی کتابوں رسالوں اور اخباروں کو جن کی تعداد لاکھوں میں تھی اور تمام کی اشاعت کا اندازہ لگانا بھی ممکن نہ تھا سب قرآن مجید کی آیت کریمہ وَاِذَاالصُّحُفُ نُشِرَتْ یعنی اور جب صحائف نشر کئے جائیں گے کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ یہ صحائف کاغذی شکل کے علاوہ کمپیوٹر اور بڑی بڑی سکرینوں اور انٹرنیٹ اور سی ڈیز کی شکل میں بھی تھے۔

سات بڑے بڑے ہالوں میں لگے ان سٹالوں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ آتے اچٹتی نظر ڈالتے پھر عناوین کو غور سے دیکھتے پھر کتابوں کو اٹھا کر ورق پلٹتے پلٹتے پڑھنے میں گم ہو جاتے اور وقت کا پتہ ہی نہ چلتا کہ کیسے گذر گیا۔ بالآخر تھک کر چور ہو جاتے اور اپنی کم مقدرت اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کل دوبارہ آنے کی امید پر واپس لوٹ جاتے۔ یہ کتب دنیا بھر میں بولی جانے والی مختلف زبانوں میں تھیں ہر کوئی چھوٹا بڑا امر دوزن اپنے علم اور ذوق کے مطابق کتب کو دیکھتا پڑھتا اور بعض اوقات خریدنے پر مجبور ہو جاتا۔ ہماری بھی کوشش ہوتی کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔ لیکن بلا مبالغہ سمندر میں سے ایک سوئی کے ناکہ کے برابر بھی استفادہ نہ کر سکے۔ اور قرآن مجید کی اس آیت اور بعض دیگر آیات کے معانی کی صداقت میں کھوئے ہوئے خدا کی حمد کے ترانے گاتے۔

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص　　کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

قرآن مجید نے بڑی تفصیل کے ساتھ آئندہ زمانہ میں ہونے والی ایجادات کا ذکر فرمایا ہے۔ سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِقْرَأ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأوَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب سب سے معزز ہے جس نے قلم سے سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

قرآن مجید کی ان آیات میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں قیامت تک نئے سے نئے انداز میں ظاہر ہوتے رہیں گے۔ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی خلقت کی نئی سے نئی صورتیں ظاہر ہوتی رہیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ انسان کو توفیق دیتا چلا جائیگا کہ وہ نئی سے نئی ایجادات کر کے بہتر سے بہتر رنگ میں فائدہ اٹھاتا چلا جائے۔ اور رب کے نام کی برکت سے پڑھنے اور قلم سے لکھنے والی تحقیقات منظر عام پر آتی چلی جائیں گی۔ اور قرآن مجید میں بیان فرمودہ علمی، سائنسی اور روحانی وجسمانی دریافتیں ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔

انہیں آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے انسان کو ''القلم'' کے ساتھ علم سکھایا۔ قلم عربی زبان میں لکھنے والے آلہ کو کہتے ہیں پھر اس کی بناوٹ کے لحاظ سے مختلف قسمیں ہیں مثلاً سلیٹ پینسل، نرسل کا قلم، فونٹین پین، لیڈ پین، نقل بنانے کا قلم وغیرہ جو تدریجاً ترقی کرتے کرتے بہتر سے بہتر صورت اختیار کرتے گئے۔ پھر آج کل کے زمانہ میں قلم کی ایک نئی ایجاد کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔ جسے انسان پہلے نہیں جانتا تھا۔ اور آئندہ خدا جانے کیسی کیسی اور مخصوص قلمیں ایجاد ہونے والی ہیں۔ ان سب کو قرآن مجید نے ''القلم'' لفظ کے ساتھ احاطہ کرتے ہوئے شامل فرما دیا ہے۔ اور ان کے ذریعہ نشر ہونے والے صحائف کا ذکر بھی فرما دیا ہے۔ پھر اسی ''القلم'' کے تحت تمام قسم کے خط جیسے خط نسخ، نستعلیق، آثار، وغیرہ کا بھی ذکر فرما دیا۔ الغرض قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تحریری میدان میں ہونے والی تمام قسم کی ترقیات اور ان کی اشاعت کا بھی ذکر فرما دیا۔ پس قرآن مجید خدا تعالیٰ کا وہ الہامی کلام ہے کہ جس میں آئندہ ہونے والی تمام قسم کی علمی ترقی کو ابتدائی چند آیات بلکہ چند حروف میں ہی سمیٹ دیا گیا ہے۔ اسی طرح اور بے شمار ایجادات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ جن کا پہلے زمانہ میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

یہ سب ایجادات اسلام کا نور پھیلانے کے لئے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادم کے طور پر ہوئی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں ...... اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغِ اعتراض سے منزہ ومقدس کرے'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 38 جدید ایڈیشن)

قرآن کریم میں بیان فرمودہ ایجادات وحقائق ومعارف ضرورت زمانہ کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوتے رہیں گے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم (الحجر:22)

اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دنیا کی تمام چیزوں کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر بقدر ضرورت ومقتضائے مصلحت وحکمت ہم ان کو اتارتے ہیں۔ اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ ہر یک چیز جو دنیا میں پائی جاتی ہے وہ آسمان سے ہی اتری ہے۔ اس طرح پر کہ ان چیزوں کے علل موجبہ اسی خالق حقیقی کی طرف سے ہیں اور نیز اس طرح پر کہ اسی کے الہام اور القاء اور سمجھانے اور عقل اور فہم بخشنے سے ہر یک صنعت ظہور میں آتی ہے۔ لیکن زمانہ کی ضرورت سے زیادہ ظہور میں نہیں آتے۔ اور ہر یک مامور من اللہ کو وسعت معلومات بھی زمانہ کی ضرورت کے موافق دی جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس قرآن کریم کے دقائق ومعارف وحقائق بھی زمانہ کی ضرورت کے موافق ہی کھلتے ہیں''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 450.451)

نیز فرمایا ''اے بندگان خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر ایک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 257.258)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان قرآنی انوار سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

فضائل قرآن مجید

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

جمال وحسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے　　قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا　　بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں　　نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز　　اگر لولوئے عماں ہے۔ وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو　　وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جسکی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی　　سخن میں اُس کے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے
بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز　　تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے
اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذاتِ واحد کا　　تو پھر کیوں اسقدر دِل میں تمہارے شرک پنہاں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے　　خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اس پہ قرباں ہے

ہفت روزہ بدر اب جماعتی ویب سائٹ
www.alislam.org/badr پر دیکھ سکتے ہیں

خطبہ جمعہ

فرانس، سپین، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور سٹراس برگ کے نہایت کامیاب وبابرکت دورہ کے اہم واقعات کا مختصر مگر نہایت جامع اور روح پرور تذکرہ

جن ملکوں کا مَیں نے دورہ کیا ہے وہاں ہر بیعت کرنے والا چاہے وہ عربی بولنے والے ممالک سے تعلق رکھتا ہے یا وہاں کا مقامی ہے اس میں ایسا اخلاص ہے جسے بیان کرنا ممکن نہیں۔

بہت سے لوگوں کو ایم ٹی اے کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچا۔ بعض کو خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی طرف رہنمائی فرمائی

ایم ٹی اے العربیہ اور ایم ٹی اے کے دوسرے چینلز کے ان تمام کارکنان کے لئے بھی دعا کی تحریک جو سکرین کے پیچھے رہ کر غیر معمولی خدمات سرانجام دے رہے ہیں

سپین میں جماعت کی دوسری مسجد کا سنگ بنیاد۔ ٹورین اٹلی میں ’کفن مسیح‘ کی زیارت اور ممتاز پادریوں سے گفتگو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب سے نجات اور لمبی عمر پا کر طبعی وفات اور اسلام احمدیت کی تعلیمات کا پُراثر تذکرہ

(فرانس، سپین، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور سٹراس برگ کے دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی افضال اور تائید و نصرت اور قبولیت اور شیریں ثمرات کا نہایت مفید، معلوماتی اور ایمان افروز بیان)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

(خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 30 ؍اپریل 2010ء بمطابق 30 شہادت 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن طانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ گزشتہ چند ہفتے مَیں یورپ کے بعض ممالک کے سفر پر رہا ہوں۔ ان دنوں میں پہلے تو وکالت تبشیر جو گزشتہ چند مہینوں سے پروگرام بنا رہی تھی وہ افریقہ کے بعض ممالک کے دورے کا تھا۔ اس کے لئے تیاریاں بھی ہو رہی تھیں۔ جائزے بھی شروع ہو چکے تھے۔ مغربی افریقہ کے بعض ایسے ممالک جن میں مَیں پہلے نہیں گیا سیرالیون وغیرہ، ان جماعتوں کا مطالبہ بھی تھا اور میری خواہش بھی تھی۔ لیکن پھر ان ممالک سے جنوری فروری میں اطلاعیں آنی شروع ہو گئیں کہ سیاسی بھی اور ملکی بھی حالات ایسے نہیں ہیں کہ دورہ کیا جائے۔ تو بہرحال اس وجہ سے پھر وہ دورہ ملتوی کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اسی میں مرضی تھی۔ لیکن یہ دورہ ملتوی کرنے کے بعد بھی میرا کسی ملک کے دورہ کا پروگرام نہیں تھا۔ پھر سپین کے جلسہ کی اطلاع ملی تو سپین جانے کی دل میں تحریک پیدا ہوئی۔ پھر اٹلی کے مشن ہاؤس وغیرہ خریدے گئے تھے وہاں جانے کا خیال آیا۔ جب اٹلی کا پروگرام بنا تو سوئٹزرلینڈ والوں نے کہا کہ اب قریب آ گئے ہیں تو وہاں کا بھی دورہ کر لیں، اس کا دورہ کئے بھی کئی سال ہو گئے ہیں۔ بہرحال بغیر کسی planning کے یہ پروگرام بنتے رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سفر میں بڑی برکت عطا فرمائی اور یہ سفر جہاں ان متعلقہ جماعتوں کے افراد کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث بنا، میرے لئے بھی بنا اور ہر کام میں خدا تعالیٰ کی حکمتوں کا مزید ادراک پیدا ہوا۔

سپین کے دورے کا پروگرام بنانے کے بعد بھی میں نے سپین جماعت کو نہیں بتایا تھا کہ جلسہ میں شرکت کر رہا ہوں۔ اندازاً ان دنوں کا پروگرام تھا۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ شاید میرا جماعتی جائزے کا دورہ ہو گا یا شاید کچھ سیر کا دورہ ہو۔ تو یہاں جانے سے پہلے امیر صاحب سپین کا پیغام آیا کہ ان دنوں میں جلسہ بھی ہے جو پہلے سے مقرر شدہ ہے اور جلسہ سے ایک دو دن پہلے آپ آ رہے ہیں۔ اگر فوری طور پر جلسے میں شمولیت ان دنوں میں مشکل ہو جائے تو جلسے کو ایک ہفتہ آگے کر لیا جائے؟ تو میں نے انہیں کہا کہ میرے علم میں ہے کہ جلسہ ہے اور اسی لئے میں نے یہ تاریخیں مقرر کی ہیں جلسہ آگے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال بتانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ دورے کا پروگرام پہلے سے کسی معین اور منظور شدہ پروگرام کے بغیر بنا تھا۔ یہاں تک کہ جیسا کہ میں نے کہا سپین کی جماعت جن کا جلسہ ہو رہا تھا، انہیں بھی پوری طرح یقین نہیں تھا کہ میں جلسہ میں شامل ہوں گا۔

اس سفر میں پہلا قیام فرانس کا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراکش، الجزائر وغیرہ کے لوگوں میں جو ان یورپین ممالک میں رہ رہے ہیں، جماعت کی طرف بڑی توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اور بڑی بیعتیں ہو رہی ہیں۔ اسی طرح بعض جزیرے جو فرانس کے زیر اثر ہیں جن میں افریقن آبادی ہے۔ اسی طرح افریقہ کے فرانسیسی بولنے والے علاقے ہیں ان کے جو افراد فرانس میں آئے ہوئے ہیں ان میں سے بھی بیعتیں ہو رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی تعداد میں ہو رہی ہیں۔ یہ لوگ بڑے فعال اور فوری طور پر نظامِ جماعت میں سموئے جانے والے بن رہے ہیں۔ نیشنل مجلس عاملہ میں بھی ان نومبائعین میں سے ایک اچھی تعداد شامل ہے۔ فرانس میں ایک فرنچ اور ایک بیلجیئم اور مراکش کے چند باشندوں نے بیعت بھی کی تھی اور بیعت کے دوران بھی عجیب جذباتی کیفیت ان پر طاری تھی۔ بہت سے نومبائعین کی پہلی ملاقات تھی۔ ان کے بھی عجیب جذبات تھے۔ کئی ایک ایسے تھے، جب میں ان سے پوچھتا کہ کوئی بات یا سوال؟ تو یہی کہتے تھے کہ دعا کریں کہ ہمارے ایمان میں ترقی ہو۔ ہمارے تقویٰ میں ترقی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے اور تقویٰ میں ترقی کرنے کی ایک لگن ان لوگوں میں ہے۔ خلافت سے وفا کے تعلق کا اظہار بھی وہ کرتے تھے اور ان کی آنکھوں اور حرکات سے بھی وہ نظر آتا تھا اور جوان کے جذبات تھے اس کا بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ رپورٹیں شائع ہوں گی ان میں آپ پڑھ لیں گے یا ہو سکتا ہے پڑھ بھی لی ہوں۔ لیکن ان نومبائعین کی حالت کو میرے خیال میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اور صرف فرانس میں ہی نہیں، جن ملکوں کا میں نے دورہ کیا ہے، وہاں ہر بیعت کرنے والا چاہے وہ عربی بولنے والے ممالک سے تعلق رکھتا ہے یا وہاں کا مقامی ہے اس میں ایسا اخلاص ہے جسے بیان کرنا ممکن نہیں۔ عربی بولنے والوں میں سے تو ہر ملک کے احمدیوں نے مجھے بتایا کہ ایم۔ٹی۔اے تھری العربیہ جو ہے، اس کے ذریعے سے ہمیں احمدیت کا پیغام پہنچا۔ پھر یہ کہ ہم نے یہ پیغام سن کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی فرمائی۔ بعض ایسے بھی تھے جن کو خدا تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعے خود رہنمائی فرمائی اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی خلیفہ کو خود خواب میں دیکھا۔ ایم ٹی اے العربیہ کا میں نے کہا ہے۔ وہ لوگ جب بھی اس کا ذکر کرتے تھے تو ایم ٹی اے تھری العربیہ کی ٹیم کے افراد کو نام بنام دعائیں دیتے تھے۔ خاص طور پر وہ افراد جو سوال و جواب کی الحوار المباشر کی مجلس میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو جزا دے اور ان کے ایمان و ایقان اور اخلاص میں اضافہ کرے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے میں دن رات مصروف ہیں۔ اسی طرح ایم ٹی اے کے دوسرے چینلز بھی ہیں۔ ان کے تمام کارکنان کو بھی اللہ تعالیٰ جزا دے جو سامنے تو نہیں آتے لیکن سکرین کے پیچھے غیر معمولی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بہرحال میں فرانس کی بات کر رہا تھا۔ فرانس میں مخلصین کے درمیان میرے دو دن پلک جھپکتے میں گزر گئے۔ پتا نہیں لگا کتنی جلدی گزرے اور سپین کے لئے روانگی ہوئی۔

دو دن کے سفر کے بعد سپین (پیدرو آباد) جہاں ہماری مسجد بشارت ہے، ہم وہاں پہنچے۔ وہیں دو دن کے بعد جلسہ بھی شروع ہونا تھا۔ احباب جمع ہوئے تھے۔ پرتگال سے بھی احباب جماعت آئے ہوئے تھے۔ مراکش سے

بھی جماعت کے افراد آئے ہوئے تھے۔ پرتگال ابھی تک سپین کے زیرِ انتظام ہے۔اس لحاظ سے کہ سپین کے مشنری انچارج جو ہیں وہی اب تک پرتگال کی جماعت کو بھی سنبھالتے تھے۔میرے جانے سے پہلے مبلغ کے آنے کی کوشش ہورہی تھی اوراب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہنچ گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس جماعت کو بھی فعاّل کرے۔

پرتگال میں بھی مسجد کے لئے رقبہ لینے کی کوشش ہورہی ہے۔تقریباً سودے کے قریب ہے۔اللہ کرے پرتگال میں بھی جلد مسجد بن جائے اور جماعت کی ترقی کا باعث بنے۔ پرتگال میں بھی مختلف مما لک سے آئے ہوئے لوگوں کی ایسی بڑی تعداد ہے جو مذہب میں دلچسپی رکھنے والی ہےاوروہاں خاصی تعداد میں بیعتیں بھی ہوئی ہیں۔لیکن سنبھالنے کے لئے اور مزید تبلیغ کے لئے مسجد بہت ضروری ہے۔مسجد بننے سے انشاء اللہ تعالیٰ مقامی لوگوں میں بھی امید ہے تبلیغ کا میدان کھلے گا۔وہاں جو نئے مبلغ گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے کہ وہ صحیح طور پر کام کرسکیں۔

اسی طرح مراکش کی جماعت کے صدر صاحب بھی بعض افراد کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔سپین کے قریب ہونے کی وجہ سے شروع میں سپین کے ذریعے ہی وہاں جماعت قائم کی گئی تھی۔اب ماشاء اللہ یہ جماعت بھی ترقی کی طرف بڑھنے والی جماعت ہے۔اخلاص و وفا میں بھی بڑھ رہی ہے۔اسی طرح سپین میں بھی عربی بولنے والے احمدیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ یہاں بھی چند بیعتیں ہوئیں اور دستی بیعت کا بھی پروگرام بنا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے ایمان وایقان میں برکت ڈالے۔ترقی عطا فرمائے۔

سپین کا جلسہ ہوا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں جو مہمان آئے تھے وہ بھی بڑا اچھا اثر لے کر گئے۔بعض نے بعد میں مجھ سے ملاقات کی اور اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔

میں نے گزشتہ دورہ سپین میں 2005ء میں ویلینسیا میں جماعت کی دوسری مسجد تعمیر کرنے کا اظہار کیا تھا اور جماعت کو تلقین کی تھی۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے قریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ کے اندر اندر ہی ایک جگہ ایک پلاٹ اور اس پر بنا ہوا ایک گھر جماعت کو خریدنے کی توفیق عطا فرمائی جو مشن ہاؤس اور سینٹر کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔لیکن وہاں کی کونسل کی طرف سے بعض روکیں کھڑی کی جارہی تھیں جس کی وجہ سے ابھی تک باوجود مسجد کا پلان کونسل میں جمع کروانے کے مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں مل رہی تھی۔اب وہاں حالات میں کچھ تبدیلی کی صورت پیدا ہوئی ہے اور امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کی اجازت مل جائے گی۔اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا میں وہاں مسجد کی بنیاد بھی رکھ آیا ہوں۔دعا کریں جو کاغذی کارروائیاں ہیں، روکیں ہیں اللہ تعالیٰ وہ بھی اب دور فرمادے۔اللہ تعالیٰ جلد ہمیں وہاں مسجد کی تعمیر کی توفیق دے اور وہ مسجد پھر اس علاقے میں احمدیت اور اسلام کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بن جائے۔ جہاں مسجد کی جگہ ہے وہ بڑا خوبصورت علاقہ ہے۔اچھی جگہ ہے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ مسجد بننے کے بعد اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنے کا موقع ملے گا اور لوگوں کو اسلام اور جماعت کے بارے میں جو غلط تحفظات ہیں وہ بھی دور ہوں گے۔ ویلنسیا کے علاقے میں مسلمانوں کی آبادی سولہویں صدی تک رہی ہے اور اس علاقے کے مسلمانوں نے بڑی قربانی دے کر تین چار سو سال بعد تک اسلام اپنے اندر قائم رکھا ہے۔اللہ کرے کہ یہ علاقہ دوبارہ اسلام کی آغوش میں آجائے۔

اسی طرح پیدروآباد کے قریب اب جماعتی ضروریات کے تحت مسجد کے ساتھ تعمیر کی ضرورت تھی۔ جماعتی ضروریات بڑھ رہی ہیں۔لجنہ ہال اور ایک گیسٹ ہاؤس وغیرہ کی تعمیر کی بنیاد بھی رکھی گئی۔سپین میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیشنل عاملہ کی میٹنگ میں ان کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی گئی اور دوسرے بعض معاملات کی بھی منصوبہ بندی ہوئی۔انہوں نے وعدہ بھی کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب اس بارے میں تیزی پیدا کریں گے اور جو سستیاں ہوئی ہیں ان کا مداوا کریں گے۔اللہ ان کو بھی توفیق دے۔جب دنیا میں اسلام کے خلاف جگہ جگہ محاذ ہے تو یہی وقت تبلیغ کا بھی ہے۔یہی میں نے ان کو بھی کہا اور ہر ایک کو کہتا ہوں۔لوگوں کی توجہ ہے اور نیک فطرت لوگ جو ہیں جب مخالفت کی باتیں سنتے ہیں تو حقیقت بھی جاننا چاہتے ہیں۔میرے مختلف جگہوں پر جانے کی وجہ سے لوگوں کی توجہ بھی پیدا ہوتی تھی تو ہمارے لوگوں کو احمدیت کے تعارف میں کچھ لٹریچر ان لوگوں کو دینے کی توفیق بھی ملتی تھی، موقع مل جاتا تھا۔بہرحال سپین کے سفر میں دس بارہ دن مصروفیت میں گزرے۔ان کی رپورٹیں بھی جیسا کہ میں نے کہا آپ پڑھ لیں گے۔

یہاں سے تقریباً تین دن کے سفر کے بعد ہم اٹلی پہنچے ہیں۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ہر جگہ مشاہدہ کیا ہے۔اٹلی ایک ایسا ملک ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں جماعت قائم ہوئی تھی۔ مبلغین بھی وہاں بھجوائے گئے تھے۔لیکن بعض نامساعد حالات کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1937ء میں ملک محمد شریف صاحب کو روم جانے کا حکم فرمایا تھا اور ان کی تبلیغ سے 1940ء تک کچھ لوگ احمدیت میں داخل بھی ہوئے تھے۔پھر جنگ کے حالات کی وجہ سے ملک صاحب کو 1944ء تک جنگِ عظیم دوئم کے حالات کی وجہ سے دشمن کے قیدی کیمپ میں رہنا پڑا۔اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مکرم محمد ابراہیم خلیل صاحب اور مولوی محمد عثمان صاحب کو اٹلی بھجوایا اور ملک صاحب کو امیر مقرر کیا۔ملک صاحب نے ان دونوں کو سسلی بھجوادیا۔سسلی بھی اٹلی کا وہ جزیرہ اور علاقہ ہے جہاں تقریباً 260 سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ یہاں پہلے تو مبلغین کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ایک دفعہ تو ان کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر نکل جانے کا نوٹس بھی ملا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حکومت نے نکل جانے کا نوٹس کینسل کیا اور کچھ عرصہ وہاں رہے۔ لیکن بہرحال مشکل حالات ہی تھے، اٹلی کا مشن بند ہوگیا۔اور ان واقعات کی ایک لمبی تفصیل ہے۔ان مبلغین کے بڑے ایمان افروز واقعات ہیں۔ان کا ذکر بھی ہوسکتا ہے رپورٹ لکھنے والے کچھ نہ کچھ رپورٹ میں دے دیں گے انشاء اللہ۔جیسا کہ میں نے کہا جب مشن بند ہوا تو یہ دونوں مبلغین وہاں سے چلے گئے لیکن ملک شریف صاحب اپنے گزارے کا سامان خود پیدا کرکے 1955ء تک اٹلی میں رہے ہیں اور تبلیغ کا کام کیا ہے۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 339 تا 344 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ) اس کے بعد باقاعدہ رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے جو احمدی وہاں ہوئے تھے (ان کے زمانے میں تیس چالیس کا ذکر تو انہوں نے ایک جگہ پہ کیا ہوا ہے) ان کی نسلوں میں آگے شائد احمدیت قائم نہیں رہی۔بہرحال اب اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کئے ہیں کہ پاکستانی احمدی بھی اچھی تعداد میں وہاں پہنچے ہیں۔نیز گھانین احمدی بھی کافی تعداد میں وہاں ہیں۔ بلکہ ایک شہر کی جماعت ہی پوری گھانین احمدیوں کی ہے۔اور عربوں میں مراکش اور الجزائر وغیرہ کے لوگوں میں سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص جماعت بن رہی ہے۔ ان عربی بولنے والوں والے احمدیوں کی فدائیت کا تو عجیب حال ہے۔جیسا کہ پہلے میں ذکر کرچکا ہوں۔ان کا یہاں بھی یہی حال ہے کہ تھوڑی دیر بعد جذبات سے مغلوب ہوکر رونے لگ جاتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے وہاں جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک خطبے میں ذکر کیا ہے کہ جماعت کو مشن ہاؤس اور سینٹر خریدنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔2008ء میں یہ خریدا گیا تھا اور مسجد کے لئے بھی کوشش ہورہی ہے اور میئر اور مقامی کونسلر وغیرہ جو ہیں اس کے لئے بھرپور تعاون کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزادے اور جلد یہاں بھی مسجد بنانے کی توفیق ہمیں مل جائے۔ یہاں بھی دو تین احباب وخواتین نے بیعت کی۔اور اسی طرح گزشتہ چند ماہ میں جو بیعت کرنے والے ہیں، انہوں نے بھی دستی بیعت کی۔الحمدللہ۔

یہاں ایک ریسپشن کا پروگرام بھی جماعت نے بنایا تھا جس میں ہمارے سینٹر بیت التوحید کے علاقے یعنی اس شہر کے میئر (اس شہر کا نام کافی لمبا ہے san pietroin casale سان پیاٹروان کسیلے) اور کونسلر تھے اور پڑھے لکھے لوگ بھی تھے۔ پولیس افسران بھی تھے۔اس میں ساتھ کے جو شہر ہیں ان کے میئر تھے۔ایک شہر کے میئر کے نمائندے آئے ہوئے تھے اور سب نے جماعت کے بارے میں بڑا اچھا اظہارِ خیال کیا۔ جماعت کی خدمات کو سراہا۔تعلیم کو سراہا۔آخر میں میں نے بھی قرآنِ کریم کے حوالے سے اسلام کی خوبصورت اور امن پسند تعلیم کے متعلق بیان کیا اور اس زمانے کے امام اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتایا ہے اس کے حوالے سے بات کرتے ہوئے اسلام کے نام سے بلاوجہ نفرت کرنے کی بجائے اس خوبصورت تعلیم کی طرف توجہ دینے کی طرف توجہ دلائی۔اور پھر یہ بتایا کہ ہمارے اس سینٹر کے حوالے سے چند ماہ پہلے اس علاقے میں ہمارے خلاف بڑا شور اٹھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اس علاقے کے میئر اور ہمسایہ شہر کے میئر اور ہمارے آرکیٹیکٹ جو اٹالین ہی ہیں، اور مشن ہاؤس کی Renovation کا کام کررہے ہیں۔انہوں نے ہمارے حق میں اس علاقے میں بڑا کام کیا۔بہرحال میں نے ان کو بتایا کہ اسلام کی تعلیم تو بڑی خوبصورت تعلیم ہے اس لئے نفرتوں کی دیواریں کھڑی کرنے کی بجائے آپس میں محبت اور پیار سے رہنا چاہئے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ریسپشن بھی اچھی رہی۔اللہ کرے کہ اس کے بعد ہمارے حق میں مزید زمین ہموار ہوجائے۔یہاں کے بعض تاریخی شہر بھی دیکھنے کا موقع ملا۔

یہاں چار پانچ دن قیام کے بعد سوئٹزرلینڈ روانہ ہوئے۔لیکن مجھے لندن سے جانے سے پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ ٹیورین میں اس کپڑے کی نمائش ہورہی ہے جسے یہ کفنِ مسیح کہتے ہیں اور جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اتار کر لپیٹا گیا تھا۔صدر جماعت نے پوچھا کہ کیا آپ اس کو دیکھنا پسند کریں گے؟ یہیں مجھے اطلاع مل گئی تھی۔ میں نے کہا انشاء اللہ ضرور دیکھیں گے۔انہوں نے وہاں چرچ کی انتظامیہ سے بات کی۔تو انہوں نے کہا کہ ہمیں بڑی خوشی ہوگی اگر جماعتِ احمدیہ کے خلیفہ اسے دیکھنے آئیں اور ہم اس کے لئے خاص انتظام بھی کردیں گے۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ جاتے ہوئے شہر ٹیورین راستے میں آتا ہے۔ہم دوپہر کے وقت وہاں پہنچے ہیں اور شام پانچ بجے اس چرچ میں گئے ہیں جہاں اس کی نمائش تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتظام ہوا ہے۔میرے ذہن میں نہیں تھا کہ نمائش لگی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ غالباً میر محمود احمد صاحب کی طرف سے اطلاع آئی تھی کہ یہ نمائش لگ رہی ہے اور لندن سے کسی کو بھیج دیں تاکہ دیکھ لے اور آج کل اس زمانے میں بھی ہمارا جماعت احمدیہ کا کوئی عالم اس کا گواہ بن جائے کہ اس نے یہ شراؤڈ (shroud) دیکھا تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی عالم کی بجائے مجھے خود ہی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ادنیٰ غلام ہوں اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ خود دیکھ لوں۔اٹلی کے پروگرام کے باوجود جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ خیال نہیں آیا تھا کہ ٹیورین جانا ہوگا۔جو روٹ بنا اس کے راستے میں ٹیورین بھی آتا ہے۔اگر نہ بھی آتا تو جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں اس نمائش کی وجہ سے وہاں میں ضرور جاتا۔ بہرحال جب ہم وہاں گئے ہیں تو نمائش کے جو ڈائریکٹر ہیں جو ان کی پادریوں کی کونسل کے بڑے پادریوں میں شمار ہوتے ہیں وہ استقبال کے لئے موجود تھے۔انہوں نے ایسا انتظام کیا اور ایسے دروازے سے ہمیں لے کر گئے جہاں سے عام پبلک نہیں جاتی۔ عموماً وہاں کیمروں کی اجازت نہیں ہوتی۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کیمرہ بے شک استعمال کریں۔لیکن فلیش استعمال نہ کریں بہرحال ایم ٹی اے کے کارکنوں اور ہمارے فوٹوگرافروں نے وہاں تصویریں لی ہیں۔ پہلے ہال میں جب ہم داخل ہوئے ہیں تو انہوں نے ہمیں جاکر بڑی سکرین پر شراؤڈ کی تصویریں دکھائیں اور دکھا کر اس کے ساتھ وضاحت کرتے رہے اور ہر عکس کے بارے میں بتاتے رہے کہ کس کس چیز کا ہے یہ چہرہ ہے، ہاتھ ہے، پاؤں ہیں۔کلوز اپ کرکے دکھاتے تھے۔لیکن یہ سب دکھانے کے ساتھ ان ڈائریکٹر صاحب نے مختصر تعارف بھی اس کا بیان کیا اور بتایا کہ چودھویں صدی سے اس شراؤڈ کی تاریخ کا پتا ہے کہ کہاں کہاں رہا ہے؟ لیکن بعض شواہد ایسے ہیں جن سے پانچویں صدی عیسوی میں بھی جہاں جہاں یہ رہا ہے اس کا پتا لگتا ہے بہرحال اسی تسلسل میں انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ ایک کپڑا ہے جس کی لمبائی 4.42 میٹر ہے۔ چوڑائی

1.13 میٹر ہے۔اس پر ایک شخص کا عکس ہے۔ جو کسی بہت بڑے نیک شخص کا عکس لگتا ہے اور انہوں نے یہ کہا اگر اس کپڑے کی تاریخ وغیرہ پر غور کریں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ کا عکس ہے اور اس کی 1898ء میں ایک شخص نے تصویر لی تھی جس کا نام Secondo Pia تھا۔غالباً pronounce اسی طرح ہی کرتے ہیں اور اس تصویر میں اس کپڑے کے عکس کا پوزیٹو (Positive) بنا اور یوں حقیقی شکل بھی سامنے آئی۔ بہرحال پھر اس کے بعد یہ ہمیں چرچ کے بڑے ہال میں لے گئے۔ جہاں لوگ گزرتے جارہے تھے اور سامنے سٹیج کی طرح کی ایک جگہ پر بہت بڑے شیشے کے بکس میں اس کی نمائش کی جارہی تھی۔ اس کے پیچھے روشنی پڑ رہی تھی۔ ان ڈائریکٹر نے بتایا کہ اس ڈبے کے اندر بھی بعض گیسز ہیں جو اس لئے اندر رکھ چھوڑی ہیں یا چھوڑی جاتی ہیں تا کہ یہ کپڑا خراب نہ ہو۔ بہرحال ہمیں انہوں نے باقی لوگوں کو وقفہ دے کر آنا بند کر کے اس بکس کے جو قریب ترین گلی تھی وہاں کھڑا کر دیا جہاں سے ہم نے کافی دیر تک اس کو دیکھا۔تصویریں لینے والوں نے تصویریں بھی لیں۔ شاید کسی اور کو بھیجتے تو اتنی دیر تک اور اتنے غور سے دیکھنے کا ان کو موقع نہ ملتا۔ جو وہاں بروشر ہمیں دیا گیا تھا جس پر تفصیلات لکھی ہوئی تھیں تصویریں بنی ہوئی تھیں اس میں بھی لکھا ہوا تھا اور ڈائریکٹر نے بتایا کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان پولنز (Polens) سے جو شراؤڈ پر لگے ہوئے ہیں یہ کپڑا فلسطین اور مشرق وسطیٰ کے علاقے سے آیا ہے اور یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم جو اسے کفنِ مسیح کہتے ہیں یہ صحیح ہے۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ 1898ء میں یہ تصویر لی گئی تھی اور اس کے بعد سے اس کپڑے کو پہلے تو متبرک سمجھا جاتا تھا پھر اس کو کفنِ مسیح بھی کہنے لگے ۔اُس زمانے میں 1899ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ''مسیح ہندوستان میں'' کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔ چھپی تو 1908ء میں لیکن لکھی اس وقت گئی تھی۔ گو اس کے علاوہ بھی آپ کی تحریرات اور کتب میں حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب سے زندہ بچ جانے اور مرہمِ عیسیٰ وغیرہ کا ذکر بھی آتا ہے۔لیکن اس کتاب میں آپ نے تفصیل سے اس پر بحث فرمائی ہے۔ کفنِ مسیح کے بارے میں اس وقت تک شاید انگریزی لٹریچر میں کوئی بات نہیں آئی تھی تفصیلات نہیں آئی تھیں۔ گو کہ کہتے ہیں کہ اٹالین اور جرمن میں معلومات تھیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کفن کا ذکر تو نہیں فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے آپ کے وقت میں ہی مزید حقائق ظاہر فرما کر حضرت عیسیٰ کے صلیب سے بچ جانے کے مزید شواہد مہیا فرما دیئے۔ بہرحال اس نمائش کو دیکھنے کے بعد یہ ڈائریکٹر صاحب ہمیں ساتھ ایک کیتھیڈرل تھا اس کی عمارت میں لے گئے۔ پہلے نیچے سے دکھایا پھر اوپر والی منزل میں لے گئے کہ لائبریری اوپر ہے اور اوپر جا کر لائبریری دیکھ لیں۔ میں نے کہا چلیں۔لیکن جب ہم اوپر پہنچے ہیں تو ایک اور صاحب وہاں کھڑے تھے جو پروفیسر صاحب تھے۔ان کے بارے میں انہوں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ بھی ملیں گے۔ یہ پروفیسر اس دینی ادارے کے اسلامی علوم کے ماہر سمجھتے جاتے ہیں۔مختلف عرب ممالک میں رہ کر انہوں نے تعلیم حاصل کی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا وہ وہاں کھڑے تھے۔ پھر یہ دونوں ایک میٹنگ ہال میں ہمیں لے گئے کہ پہلے یہاں کچھ دیر بیٹھتے ہیں۔ بڑے احترام سے انہوں نے وہاں بٹھایا۔ پھر آپس میں مختلف سوال جواب شروع ہوئے، باتیں شروع ہوئیں۔ مجھ سے انہوں نے پوچھا کہ کیوں دیکھنے کا شوق پیدا ہوا؟ کیا جذبات اور تأثرات ہیں؟۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے پہلے میں ان کا مزید تعارف کرادوں۔ میں نے پہلے تعارف تو کروایا ہے کہ بڑے پادری تھے لیکن یہ ڈائریکٹر جن کا میں نے ذکر کیا ہے کفنِ مسیح کی حفاظت کے لئے متعین جو کمیٹی ہے اس کے صدر بھی ہیں اور یہ نمائش بھی ان کی نگرانی میں ہو رہی ہے۔ان کا نام مونسونیئر لیبرٹی ہے اور جو اسلامی علوم کے ماہر ہیں یہ مستشرق ہیں ان کا نام ڈون تینونیگری ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ اس شہر میں آنے کا پروگرام تو اتفاقاً بن گیا تھا لیکن جب پتا لگا کہ کفنِ مسیح کی نمائش ہو رہی ہے تو دیکھنے کا شوق بھی پیدا ہوا اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہم جو جماعت احمدیہ سے منسلک ہیں اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ کپڑا یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال ہوا ہوگا۔لیکن اس کے لئے یہ جو نتیجہ آپ اخذ کرتے ہیں اس سے ہمارا نظریہ مختلف ہے۔ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ یہودیوں نے جب انہیں صلیب پر مارنا چاہا تو چونکہ یہ موت جو ہے ایک نبی کی شان کے خلاف ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں صلیب سے بچا لیا اور بانی جماعت احمدیہ جنہیں ہم مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مانتے ہیں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو ثابت بھی فرمایا ہے اور یہ کپڑا بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی موت کا نہیں بلکہ زندگی یعنی صلیب سے بچ جانے کا ثبوت ہے۔اس لحاظ سے یہ متبرک ضرور ہے۔لیکن ہمارے اور آپ کے نظریات میں اختلاف ہے۔

وہ مستشرق کہنے لگے کہ آپ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں فوت ہوئے؟ میں نے کہا ہاں بالکل یہی بات ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہی یہ ثابت فرمایا ہے اور آپ کی اس بارے میں ایک کتاب بھی ہے جس کا نام ''مسیح ہندوستان میں'' ہے۔ بہرحال مختلف سوالات ہوتے رہے جماعت احمدیہ کی خلافت کے انتخاب کے طریق کے بارے میں۔ پھر اور باتیں ہوئیں۔ان کو میں نے کہا یہ بھی میری ایک خوش قسمتی ہے کہ مجھے اس کپڑے کو دیکھنے کا موقع ملا جسے آپ کفن کہتے ہیں۔جس کی نمائش عموماً بیس پچیس سال بعد ہوتی ہے۔تو پھر انہوں نے بتایا کہ یہ ضروری نہیں۔بعض دفعہ کم سالوں بعد بھی ہوئی، مثلاً 1998ء میں ہوئی پھر 2000ء میں۔ 1998ء میں تو تقریباً بیس سال کے بعد ہوئی تھی، لیکن 2000ء میں حضرت عیسیٰ کے دو ہزار سال پورے ہونے کی وجہ سے انہوں نے نمائش کی۔ اور اس سال بھی انہوں نے بتایا کہ پروگرام ایسا نہیں تھا لیکن پوپ نے حکم دیا تھا کہ نمائش کی جائے۔ اور یہ نمائش 10 رمئی تک جاری رہے گی۔ بہرحال بہت خلقت تھی ہجوم تھا جو اس نمائش کو دیکھنے آتے تھے۔ دس سال بعد یہ نمائش ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے سفر اور اس نمائش کو بھی ملا دیا۔ اور اس طرح ہمیں بھی دیکھنے کا موقع مل گیا۔ اپریل کے آخر میں 2رمئی کو پوپ نے اس نمائش کو دیکھنے آنا ہے۔ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے دیکھنے کا موقع دیا۔ پھر انہوں نے اپنی باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکالیف کا ذکر کیا تو میں نے انہیں کہا کہ انبیاء تکالیف اٹھاتے ہیں اور اس زمانے میں جو مسیح موعود ہیں انہوں نے بھی بہت سی تکالیف برداشت کی ہیں۔ بہرحال پھر جماعت کے بارے میں پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ مختلف مذاہب کے ساتھ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں اور ڈائیلاگ کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ مذہب کے بارے میں کوئی جبر نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہدایت واضح کر دی ہے جو چاہے اب مانے یا نہ مانے۔ اور ہدایت دینا ویسے بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ پیغام پہنچانا ہمارا کام ہے۔لیکن دوسری طرف جو انسانی قدریں ہیں ان کا پاس کرتے ہوئے ہم ہر مذہب کے شخص کی عزت بھی کرتے ہیں اور احترام بھی کرتے ہیں اور بات بھی کرتے ہیں۔ بہرحال مذاہب، امن بین المذاہب سیمینارز وغیرہ کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے انہیں باتوں باتوں میں یہ بھی کہا، انہوں نے اس بارہ میں بھی سوال کیا تھا تو جواب میں مجھے کہنا پڑا کہ آج عیسائی دنیا دنیاوی لحاظ سے جو ترقی کر رہی ہے یہ سب کچھ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بدولت، ان کے خدا ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی ان تکالیف کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی وجہ سے آپ کو مل رہا ہے اور یہ جو تمہاری اتنی عالی شان عمارت ہے اور یہ سب سامان ہے یہ انہی کا مرہونِ منت ہے اور میری دعا ہے کہ تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی پیغام کو سمجھنے والے بنو اور اس کو پھیلاؤ۔ بہرحال پھر انہوں نے اس کے بعد لائبریری دکھائی اور پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اسلام کے بارے میں بھی اگر کتب رکھی جائیں، قرآنِ کریم بھی ہے کہ نہیں؟ تو انہوں نے مثبت جواب دیا۔تو میں نے انہیں کہا کہ ہماری ایک انگریزی کی کمنٹری ہے فائیو والیم (Five volumes) میں وہ ہم بھجوادیں گے۔ اسی طرح کیونکہ وہاں ان کے بعض عربی پڑھنے والے سکالر بھی تیار ہوتے ہیں، ان کے لئے تفسیرِ کبیر کا عربی ترجمہ جو مومن طاہر صاحب نے بڑی محنت سے کیا ہے وہ بھی میں نے کہا، ہم بھجوائیں تو رکھیں گے؟ انہوں نے کہا کہ بڑی خوشی سے۔تو بہرحال اس کا بھی انتظام وہاں ہوگیا۔ یہ سفر ہمارے لئے جہاں معلوماتی تھا وہاں جماعت اور اسلام کے تعارف کا باعث بھی بن گیا۔ اللہ کرے کہ عیسائی دنیا اس حقیقت کو تسلیم کرنے لگ جائے کہ کفنِ مسیح اصل میں کفن نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے زندہ بچ جانے اور لمبی عمر پانے کا ایک معجزاتی نشان کا ثبوت ہے۔

مکرم سید میر محمود احمد صاحب کی نگرانی میں ربوہ میں مرہمِ عیسیٰ پر ریسرچ ہوئی ہے اور مزید وہ کر بھی رہے ہیں۔ اس سے بھی یہ ثابت ہے کہ اس مرہم کی وجہ سے بھی ایک خاص ٹمپریچر اور حالات میں اس قسم کے کپڑے پر عکس نمودار ہوئے۔ انہوں نے لڑکے پر تجربہ کیا اور اس کی شبیہ بن گئی۔ ان کی ریسرچ بھی اب آگے بڑھ رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا تھا کہ بعض کیمیائی عمل بھی ہیں جن کی وجہ سے یہ عکس بنا۔ امونیا اور سلفر کی وجہ سے جو کیمیائی عمل ہوئے اور اس علاقے میں دونوں چیزوں کے ذخائر موجود ہیں اور بعید نہیں کہ جب زلزلہ آیا ہو تو اس وقت یہ گیسز نکلی ہوں جس کی وجہ سے وہ عکس جو ان میں ہے اور زیادہ مضبوط ہو گیا اور فکس (Fix) ہو گیا۔ مکرم میر محمود احمد صاحب کا میں نے ذکر کیا ان کی ٹیم اس نہج پر بھی کام کر رہی ہے۔ اور ان کی تحقیق کو ایک عیسائی سکالر نارما والر (Norma Waller) نے جو یہیں کی انگلستان کی ہیں بڑا سراہا اور اپنی ایک کتاب میں اس ریسرچ کا ذکر بھی کیا۔ سنا ہے کہ وہ فوت ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور سکالر پیدا کر دے گا جو اس ریسرچ کو آگے لے جانے والے ہوں گے کیونکہ ابھی تک تو یہی ہوتا آیا ہے کہ اسلام کے حق میں اسلام کی صداقت کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں سے بھی بعض ایسی باتیں نکلواتا ہے جو ہمارے حق میں جاتی ہیں۔ بہرحال یہ تحقیق جو ہے یہ دنیا کی مزید تسلی کے لئے کی جارہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Email: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

2 Bed Rooms Flat

Independant House, All Facilities Available

Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall

Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936

at Qadian Near Jalsa Gah

Contact : **Deco Builders**

Shop No, 16, EMR Complex

Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam

Hyderabad-76, (A.P.) INDIA

Ph. 040-27172202

Mob: 09849128919

09848209333

09849051866

09290657807

جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم تو اس یقین پر قائم ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے بچ گئے تھے۔ کشمیر میں محلّہ خانیار میں دفن ہیں۔لیکن آج کل پھر ایک رَو چلی ہوئی ہے کفنِ مسیح کے بارے میں بھی کہ اس کو غلط ثابت کیا جائے کہ یہ اتنے سال پرانا نہیں ہے بلکہ ہزار سال پرانا ہے۔کوئی کہتے ہیں معین وقت نہیں ہے۔لیکن بہر حال اس کو غلط ثابت کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ کیونکہ اس تصویر سے زندگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور یہ عیسائیت کو برداشت نہیں۔ بلکہ اب مسلمانوں کی طرف سے کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر دیکھنے پر بھی پابندی لگ گئی ہے۔شاید یہ بھی کسی بڑی سازش اور اس کڑی کا نتیجہ ہو جس کے تحت آج کل کفنِ مسیح پر بحث ہو رہی ہے۔کاش کہ جو چیزیں مسلمانوں کے پاس ہیں اس کے ذریعے وہ اسلام کی برتری ثابت کر سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس مرہمِ عیسیٰ کے بارے میں اور عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ” رومی زبان میں حضرت مسیح کے زمانہ میں ہی کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد ایک قرابادین تالیف ہوئی جس میں یہ نسخہ تھا اور جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے یہ نسخہ بنایا گیا تھا۔ پھر وہ قرابادین کئی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئی یہاں تک کے مامون رشید کے زمانہ میں عربی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا اور یہ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی اور کیا یہودی اور کیا مجوسی اور کیا مسلمان سب نے اس نسخہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔اور سب نے اس نسخہ کے بارے میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ان کے حواریوں نے تیار کیا تھا اور جن کتابوں میں ادویہ مفردہ کے خواص لکھے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اُن چوٹوں کے لئے نہایت مفید ہے جو کسی ضربہ یا سقطہ سے لگ جاتی ہیں“۔یعنی چوٹ، مارنے کی چوٹ ہے یا گہرا زخم ہے۔” اور چوٹوں سے جو خون رواں ہوتا ہے وہ فی الفور اس سے خشک ہو جاتا ہے اور چونکہ اس میں مُر بھی داخل ہے اس لئے زخم کیڑا پڑنے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔اور یہ دوا طاعون کے لئے بھی مفید ہے۔اور ہر قسم کے پھوڑے پھنسی کو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ دوا صلیب کے زخموں کے بعد خود ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے الہام کے ذریعہ سے تجویز فرمائی تھی یا کسی طبیب کے مشورہ سے تیار کی گئی تھی۔اس میں بعض دوائیں اکسیر کی طرح ہیں۔خاص کر مُرّ جس کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے۔بہر حال اس دوا کے استعمال سے حضرت مسیح علیہ السلام کے زخم چند روز میں ہی اچھے ہو گئے۔اور اس قدر طاقت آ گئی کہ آپ تین روز میں یروشلم سے جلیل کی طرف ستر کوس تک پیادہ پا گئے“۔(مسیح ہندوستان میں۔روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 57-58)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا ہے:۔

” یعنی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنۃ کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے اور یہودیوں نے چاہا کہ حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچ کر قتل کریں تو انہوں نے گرفتار کر کے صلیب پر کھینچنے کی کارروائی شروع کی مگر خدا تعالیٰ نے یہود کے بد ارادہ سے حضرت عیسیٰ کو بچا لیا۔ کچھ خفیف سے زخم بدن پر لگ گئے۔سو وہ اس عجیب و غریب مرہم کے چند روز استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے۔ یہاں تک کہ نشان بھی جو دوبارہ گرفتاری کے لئے کھلی کھلی علامتیں تھیں بالکل مٹ گئے۔ یہ بات انجیلوں سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ جب حضرت مسیح نے صلیب سے نجات پائی کہ جو درحقیقت دوبارہ زندگی کے حکم میں تھی تو وہ اپنے حواریوں کو ملے اور اپنے زندہ سلامت ہونے کی خبر دی۔حواریوں نے تعجب سے دیکھا کہ صلیب پر سے کیونکر بچ گئے اور گمان کیا کہ شاید ہمارے سامنے ان کی روح متمثل ہو گئی ہے تو انہوں نے اپنے زخم دکھلائے جو صلیب پر باندھنے کے وقت پڑ گئے تھے تب حواریوں کو یقین آیا کہ خدا تعالیٰ نے یہودیوں کے ہاتھ سے ان کو نجات دی۔“

(ست بچن۔روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 301)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنی کتاب ”مسیح ہندوستان میں“ یہ فرماتے ہیں کہ:۔

” اس کتاب کو میں اس مراد سے لکھتا ہوں کہ تا واقعاتِ صحیحہ اور نہایت کامل اور ثابت شدہ تاریخی شہادتوں اور غیر قوموں کی قدیم تحریروں سے ان غلط اور خطرناک خیالات کو دور کروں جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے اکثر فرقوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پہلی اور آخری زندگی کی نسبت پھیلے ہوئے ہیں“۔

(مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 3)

پھر آپ نے فرمایا:۔” سو میں اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے اور نہ کبھی امید رکھنی چاہئے کہ وہ پھر زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے بلکہ وہ 120 برس کی عمر پا کر سری نگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سری نگر محلّہ خانیار میں ان کی قبر ہے“۔

(مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 14)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کتاب میں پہلے تو حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیبی موت سے بچنے کے انجیلی دلائل دیئے ہیں۔ پھر قرآن و حدیث کی شہادتوں کا ذکر فرمایا۔جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے بچنے کا پتا چل جاتا ہے۔ پھر تیسرے باب میں طب کی کتابوں کی شہادتوں کو بیان کیا ہے، جس سے صلیب سے زندہ بچنے کے بعد مرہمِ عیسیٰ کے استعمال اور اس سے شفا کا ذکر ہے پھر آخر میں آپ نے تاریخی شہادتوں کا جو کتبِ تاریخ سے لی گئی ہیں ان کا ذکر فرمایا ہے کہ نصیبین میں، افغانستان میں اور ہندوستان کی طرف ہجرت کی۔

آپ نے فرمایا کہ:۔” جو شخص میری کتاب مسیح ہندوستان میں اول سے آخر تک پڑھے گا گو وہ مسلمان ہو یا عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ، ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا وہ قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال لغو اور جھوٹ اور افتراء ہے“۔(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 145)

بہر حال ٹیورین کے مختصر دورے کے بعد سوئٹزرلینڈ روانگی ہوئی۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض لوگوں کو بیعت کرنے کی توفیق ملی اور دستی بیعت بھی یہاں ہوئی۔ یہاں اٹلی کے ایک نوجوان ہیں جو بڑے سلجھے ہوئے ہیں یہیں کام کرتے ہیں اور دینی علم کے حصول کا بھی انہیں بہت شوق ہے۔انہوں نے چند سال پہلے انہوں نے بیعت کی تھی۔ میرے ساتھ ان کی پہلی ملاقات تھی۔ جماعت کے کچھ لٹریچر کا وہ اٹالین میں ترجمہ بھی کر چکے ہیں۔تو میں نے انہیں کہا کہ اس طرف بھی اب توجہ دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب کے بھی کچھ ترجمے کریں۔تو انہوں نے بتایا کہ وہ اس وقت ”مسیح ہندوستان میں“ اس کتاب کا ترجمہ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد مکمل ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ ان کے علم و معرفت میں بھی ترقی دے ان کے اخلاص اور ایمان میں بھی برکت ڈالے۔

جمعہ کے بعد سوئٹزرلینڈ سے فرانس کی طرف روانگی ہوئی اور سٹراس برگ میں قیام ہوا۔دنیاوی لحاظ سے تو اس کی مشہوری ہے۔یوروپین پارلیمنٹ کا مرکز ہے۔لیکن یہاں جماعت کی اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ یہاں جماعت کی تعداد بڑھ بھی رہی ہے اور دو سو کے قریب یہاں افراد ہیں۔اور خوشی کی بات یہ ہے کہ ستر فیصد غیر پاکستانی افرادِ جماعت ہیں اور اخلاص میں بڑھنے والے لوگ ہیں۔ یہاں بھی قیام کے دوران دو نئی بیعتیں ہوئیں اور بعض شخصیات سے ملنے کا موقع ملا۔اسلامی تعلیم بتانے کا اور اسلام کی تعلیم کی روشنی میں دنیا میں امن کس طرح قائم کیا جا سکتا ہے اس بارے میں باتیں ہوئیں۔ یہاں کے آرچ بشپ کے نمائندہ مسٹر مائیکل ریبر (Micheal Reebar) آئے تھے اُن سے بھی ملاقات ہوئی۔انہوں نے کہا کہ آرچ بشپ نے آنا تھا لیکن وہ نہیں آئے۔ عالمی امن کے بارے میں ،اسلامی تعلیم کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ بڑے شریف النفس انسان ہیں۔انہوں نے بتایا کہ وہ بعض عرب ممالک میں بھی رہے ہیں۔عربی بھی ان کو آتی تھی۔ایک بات پر وہ کہنے لگے کہ تینوں مذاہب جو ہیں یعنی یہودی عیسائی اور مسلمان ایک نکتے پر اکٹھے ہیں اور وہ ایک خدا ہے۔تو میں نے کہا کہ اگر آپ اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا ہے، بلکہ قرآن شریف میں اہلِ کتاب سے یہ کہنے کا لکھا ہوا ہے۔کہ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ۔ تو اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اہلِ کتاب کو کہہ دو ایسی بات پر اکٹھے ہو جائیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے اور وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرانا۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت ہوئی کہ یہ ایک خدا کی بات کر رہے ہیں۔اور باتوں میں انہوں نے یہ بھی مجھے بتایا کہ میں تو اکثر تمہارے خطبے اور خطابات ایم ٹی اے پر بھی سنتا رہتا ہوں۔ بہر حال کافی اچھے ماحول میں کافی دیر تک گفتگو ہوئی۔تو یہ سب جیسا کہ میں نے کہا جہاں جماعتی تربیت وغیرہ کا باعث بنتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت اور اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچانے کا بھی باعث بنتے ہیں۔ سٹراس برگ میں جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ستر فیصد احمدی غیر پاکستانی ہیں۔اور ان میں بھی اکثریت عربی بولنے والے ممالک کی ہے۔اس سفر کے دوران بعض جگہ نومبائعین کو خدا تعالیٰ نے خواب کے ذریعے یہ بتا دیا کہ اس علاقے سے ہم گزر رہے ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے رابطہ کیا اور ان کے لئے پھر یہ بات ازدیادِ ایمان کا باعث بنی اور آخر انہوں نے ملاقات بھی کی۔ یہاں تھوڑا سا قیام تھا۔امیر صاحب فرانس جو اس سفر کی تیاری کے لئے مختلف جگہوں پر گئے انہوں نے بھی بتایا کہ اس سفر کے دوران حیرت انگیز طور پر ہمیں تیس بیعتیں بھی حاصل ہوئیں۔اور یہ عجیب واقعہ ہے کہ 29 مارچ کو جب ہم فرانس سے سپین کی طرف گئے ہیں تو وہ (امیر صاحب) ایک بیعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خاکسار جب پیرس واپس پہنچا تو ڈاک کے ذریعے خاکسار کو مراکش کی ایک خاتون کا بیعت فارم موصول ہوا جو فرنچ نیشنل ہے۔خاکسار نے فون پر اس سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ کافی عرصے سے ایم ٹی اے بھی میں دیکھتی ہوں۔اور میں نے کچھ عرصہ قبل ایک خواب دیکھی کہ بہت سی احمدی گاڑیاں ادھر سے گزری ہیں اور میں بھی احمدیوں کی گاڑی میں بیٹھ گئی ہوں۔میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کون سی جگہ رہتی ہیں۔(امیر صاحب نے ان سے پوچھا) تو انہوں نے بتایا کہ وہ Bordeaux کے علاقے میں رہتی ہیں۔اور یہ وہی علاقہ ہے جہاں سے ہم فرانس سے سپین جاتے ہوئے گزرے تھے۔ اور جس دن گزرے تھے اسی دن انہوں نے بیعت فارم فِل (Fill) کیا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے گو اس سفر کا پروگرام جیسا کہ میں نے کہا اچانک بنا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والا بنا۔اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ بیعتیں بھی ہوئیں۔اللہ تعالیٰ نئے شامل ہونے والوں کو ایمان اور ایقان میں بڑھاتا چلا جائے اور ہم جماعت کی ترقی کے نظارے ہمیشہ دیکھتے رہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل اپنے مسیح موعود کی تائید میں اور آپ سے کئے گئے وعدوں کے مطابق ہیں اور ہمارے ایمانوں کو بھی تقویت بخشتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیشہ ان فضلوں سے نوازتا رہے۔☆ ☆ ☆

” اخبار بدر کے لئے قلمی و مالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں “

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

خالص سونے کے زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز | الیس اللہ بکاف عبدہ | **کاشف جیولرز**

چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ — فون 047-6213649

گولبازار ربوہ — 047-6215747

فضائل قرآن مجید

(مکرم مولانا محمد عمر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، برائے تعلیم القرآن ووقف عارضی)

فضائل قرآن مجید اتنا وسیع، غیر محدود حقائق و معارف پر مشتمل مضمون ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ایک انسان کیلئے ناممکن ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَافِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَانَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ (سورہ لقمان:۲۸)

یعنی اور زمین میں جتنے درخت ہیں کہ سب قلمیں بن جائیں اور سمندر روشنائی ہو جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر بھی اس کی مدد کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے :

قُلْ لَّوْکَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّی وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا۔ (سورہ الکہف: ۱۱۰)

یعنی کہدے کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے روشنائی بن جائیں تو سمندر ضرور ختم ہو جائیں گے پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں خواہ ہم بطور مدد اس جیسے اور (سمندر) لے آئیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے۔ اور ہر ایک زمانہ اپنی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے اور جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا التزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحف مطہرہ کا ہے تا خدا تعالیٰ کے قول وفعل میں مطابقت ہو۔" (ازالہ اوہام جلد ا صفحہ ۳۱۰۔۳۱۱)

ان حقائق کی موجودگی میں سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن آیات کریمہ کی پہلی وحی نازل ہوئی تھی صرف ان کو ہی بنیاد بنا کر قرآن مجید کے چند فضائل کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

اس پہلی وحی میں خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے بنی نوع انسان کو جو پیغام دیا ہے اُسی میں قرآن مجید کی فضیلت اور اس کی اہمیت پائی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اقرأ باسم ربک الذی خلق۔ یعنی تو خدا تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے، پڑھ (۹۶:۲) یعنی قرآن مجید کا اعلان اپنے رب کے نام کے ساتھ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ کر جس نے تمام جہانوں کو پیدا کیا۔ خدا تعالیٰ کے پاک نام کے ساتھ شروع کی جانے والی یہ کتاب کامل اور اکمل ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے شروع سے ہی یہ دعویٰ فرمایا ہے:

الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھدیً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔ (سورہ البقرہ:۳۔۱)

یعنی قرآن کریم کسی انسان کا تصنیف کردہ صحیفہ نہیں ہے بلکہ یہ علاّم الغیوب خدا کی طرف سے نازل فرمودہ کتاب ہے یہ کتاب جس طرح زمانہ ماضی کیلئے مشعل راہ تھی، اسی طرح زمانہ حال کیلئے بھی اس میں ہدایت کا سامان ہے۔ اور مستقبل میں رہتی دنیا تک کے لئے بھی ہدایت کا سامان موجود ہے۔ جس طرح ولقد یسرنا القرآن فرما کر نہایت آسان الفاظ کے ذریعہ حقائق و معارف کھول کر بیان کرتا ہے جس کو کتاب مبین کہا گیا اس کے ساتھ ہی ساتھ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بعض حقائق واسرار سے پردہ کشائی بھی کرتا ہے جس کی وجہ سے اسکو کتاب مکنون بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی تشریح کی یہاں گنجائش نہیں اسلئے اسی پر اکتفیٰ کیا جاتا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خلق الانسان من علق (۹۶:۳) خدا تعالیٰ نے انسان کو علق سے پیدا کیا ہے علق کے جہاں ایک معنی گاڑھا اور جما ہوا خون کے ہیں وہاں دوسرے معنی تعلق کے بھی ہیں یعنی انسان صحیح معنوں میں اُسی وقت انسان کہلا سکتا ہے جب کہ اُس کے اندر دو قسم کے اُنس یعنی تعلق پائے جاتے ہوں۔ ایک اپنے خالق و مالک خدا کے ساتھ اُنس اور تعلق ہو۔ دوسرے خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اُنس اور تعلق ہو۔

خُلِقَ مِنْ فُلَانٍ عربی زبان میں ایک محاورہ ہے جس کے معنی ہیں کہ یہ امر فلاں کی طبیعت اور فطرت میں داخل ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ فرماتا ہے اللہ الذی خلقکم من ضعفٍ خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں ضعف ودیعت کر دیا ہے (۳۰:۵۵) نیز فرماتا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عجل یعنی انسان کی فطرت میں جلد بازی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ (۲۱:۳۸) اسی طرح خلق الانسان من علق کے معنے ہیں کہ انسان کو فطرۃً خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ اس میں علق پایا جاتا ہے علق کے ایک معنی محبت کے بھی ہیں اور دُشمنی اور عداوت کے بھی ہیں۔ یعنی انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے جذبات کا ایک طوفان پیدا کیا ہے۔ اس کے اندر محبت بھی ہے اور نفرت بھی ہے۔ اس جذبات کو صحیح معنوں میں ڈھالنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔ پس قرآن کریم انسان کو جو ایک طرف خدا تعالیٰ کامل محبت کی تعلیم دیتا ہے تو دوسری طرف شیطان سے کامل نفرت کی بھی تعلیم دیتا ہے۔

اسی طرح لفظ انسان کی رو سے اُسے ایک ایسی کامل تعلیم کی ضرورت ہے جو ایک طرف تعلق باللہ کی تعلیم دے اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی رہنمائی کرے۔ اور دوسری طرف مخلوق خدا سے محبت وشفقت کی تعلیم دے اور حقوق العباد کی ادائیگی کی ہدایت دے۔

اسی لئے آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اقرأ وربک الاکرم (۹۶:۴) یعنی پھر ہم کہتے ہیں تو قرآن کریم کو پڑھ کیونکہ تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جتنا انسان قرآن کریم پڑھ کر اُس پر غوطہ لگائیں گے اتنا ہی خدا تعالیٰ کا شرف وکرم ظاہر ہوتا رہے گا اور حقوق اللہ او رحقوق العباد کے بارے میں رہنمائی حاصل ہوتی رہے گی۔ آگے فرماتا ہے اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا تعالیٰ نے قلم سے بندہ کو سکھایا ہے۔ اس میں مستقبل کے بارے میں اشارہ پایا جاتا ہے یعنی خدا تعالیٰ قرآن مجید کے علوم کو قطعی یقینی اور غیر متبدل طور پر قلم کے ذریعہ سکھائے گا یعنی قرآن کریم لکھا جائے گا اور کیونکر محفوظ اور قائم کیا جائے گا۔ یعنی اس میں بیان شدہ علوم و معرفتوں کی تائید میں لوگوں کی قلمیں چلا کریں گی۔

یہ ایک حقیقت ہے اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ سوائے قرآن مجید کے کوئی بھی الہامی کتاب قلم کے ذریعہ محفوظ نہیں کی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب یعنی تورات اُس وقت قلمبند نہیں کی گئی تھی جبکہ وہ نازل ہوئی تھی۔ صحف ابراہیم ہو یا وید ہو یا انجیل ہو اُس وقت نہیں لکھی گئی تھیں جبکہ وہ نازل ہوئی تھیں۔ صرف قرآن مجید کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ نازل ہوتے وقت ہی لکھا جاتا تھا، اس کیلئے باقاعدہ کاتبین مقرر کئے گئے تھے اور آج تک ان ہی الفاظ میں محفوظ ہے جن الفاظ میں قرآن کریم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ یعنی اُس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا یوں پہلے نہیں جانتا تھا (۹۶:۵)

ایک مقام پر قرآن مجید فرماتا ہے وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ۔ قُرْآنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ۔ (الزمر:۲۹،۲۸)

یعنی ہم نے اس قرآن مجید میں ہر قسم کی باتیں بیان کر دی ہیں تا کہ وہ نصیحت حاصل کر سکیں۔ ہم نے اس کو قرآن بنایا ہے جو اپنا مطلب کھول کر بیان کرنے والا ہے اس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ یہ اس لئے اتارا ہے تا لوگ تقویٰ اختیار کریں۔

قرآن مجید اور اس کے اسلوبِ بیان اور اُس کی معجز نمائی پر غور نے والے ہر شخص پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید میں حقائق ومعارف کا ایسا بے پایاں اور ناپیدا کنار سمندر موجزن ہے کہ جس سے نہ صرف خدا تعالیٰ کی ہستی اور اُس کی صفات کاملہ کا مدلل اور مفصل بیان ظاہر ہوتا ہے بلکہ حیرت انگیز طور پر تخلیق کائنات اور اس کے نظام کو سائنسی طریق پر بیان کر کے رہتی دنیا تک کیلئے پیش آمدہ مسائل کا حل خواہ وہ تمدنی ہوں، سیاسی ہوں، معاشرتی ہوں، اقتصادی ہوں، اخلاقی ہوں، نہایت اچھوتے انداز میں پیش فرمایا ہے۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یہ علوم جو دنیا میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوئے محض قرآن مجید کے طفیل اور اس کی تائید کیلئے ظاہر فرمائے ہیں۔ اگر یہ علوم پیدا نہ ہوتے تو قرآن کریم کی حقیقت اور اس کی اعلیٰ درجہ کی شان کو لوگ پوری طرح سمجھنے سے قاصر رہتے۔ یہی حال اقتصادیات کا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے قرآنی اقتصادیات کی توضیح کیلئے دنیا میں قائم کیا ہے۔ غرض صرف کیا نحو کیا اور تاریخ کیا اور ادب کیا اور کلام کیا اور فقہ کیا سب علوم قرآن کریم کی خدمت کیلئے نکلے۔ ورنہ عرب تو محض جاہل تھے۔ انہیں ان علوم کی طرف توجہ ہی کس طرح پیدا ہو سکتی تھی۔ ان کی توجہ محض اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے قرآن کو مانا پھر قرآن کریم سے دنیا کو روشناس کرانے کیلئے انہیں ان علوم کی ایجادیاری کے پھیلانے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اب رہی باقی دنیا، سو اُس نے بھی قرآن کریم سے ہی ان تمام علوم کو سیکھا ہے کیونکہ وہ یہ علوم ہیں جو عربوں نے ایجاد کئے یا زندہ کئے اور پھر عربوں سے باقی دنیا نے لئے۔ یوروپ نے ایک عرصہ دراز تک مسلمانوں کے اس احسان کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ مگر اب خود یوروپ میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اپنی کتابوں میں بڑے زور سے لکھتے ہیں کہ یہ کیسی بے شرمی اور بے حیائی ہے کہ علوم تو مسلمانوں سے سیکھا جائے مگر اپنی کتابوں میں اس کا ذکر تک نہ کیا جائے اور اس رنگ میں آپ کو پیش کیا جائے کہ گویا ان علوم کے موجد ہم ہیں......غرض یوروپ کے پاس کوئی چیز بھی نہیں تھی، اس نے جو کچھ سیکھا، سپین کے مسلمانوں سے سیکھا اور سپین نے جو کچھ سیکھا شام سے سیکھا اور شام والوں نے جو کچھ سیکھا قرآن سے سیکھا۔ پس دنیا کے تمام علوم قرآن سے ہی ظاہر ہوئے ہیں۔ اب قیامت تک جس قدر قلمیں چلیں گی، قرآن کریم کی خدمت اور اُس کے بیان کردہ علوم کی ترویج کیلئے ہی چلیں گی۔ آج یوروپ میں جتنی کتابیں بھی نکلی ہیں وہ سب کی سب علم بالقرآن کی تصدیق کر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہی ہیں کہ قلم کے ذریعہ قرآن کریم کو پھیلایا جائے گا۔

عرب ہر قسم کے علوم سے نابلد تھے لیکن قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد وہ تمام دنیا کے اُستاد بن گئے اور فلسفہ جس پر یوروپ کو آج بہت بڑا ناز ہے اُس کے بھی وہی موجد قرار پائے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلسفہ یوروپ کی ایجاد ہے لیکن یوروپین فلاسفروں نے اس کو بالکل غلط قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں فلسفہ ہم نے شروع سے لیکر آج تک اشعری سے لیا ہے اگر ہمارے فلسفہ میں کسی کو کوئی اچھی بات نظر آتی ہے تو اس تعریف کے مستحق ہم نہیں بلکہ اشعری اس تعریف کا مستحق ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو تمام علوم قرآن کریم نے ہی سکھائے ہیں۔ اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دنیا ایک ظلمت کدہ ہوتی، جہالت اور بربریت کا نظارہ پیش کر رہی ہوتی۔ یہ قرآن کا احسان ہے کہ اس نے دنیا کو تاریکی سے نکالا اور علم کے میدان میں لا کر کھڑا کر دیا۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶، جلد ۴ حصہ ۲ صفحہ ۲۷۲ تا ۲۷۴)

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن مجید

اور

مسئلہ ناسخ و منسوخ

دُنیا کے عام قانون دان یا قانون ساز ادارے جو مہذّب معاشرہ کے لئے قوانین سازی کرتے ہیں، آئے دن اپنے قوانین پر نظر ثانی کرتے اور تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں غلطیوں کی اصلاح اور ردّ و بدل کرتے رہتے ہیں۔

قرآن کریم بھی دستورِ حیات ہے لیکن یہ کسی ایسے قانون کی طرح نہیں جو انسان نے بنایا ہو۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا پیش فرمودہ ہے۔ پس اگر یہ واقعی خدا کا کلام ہے تو پھر اس میں کسی نظر ثانی کی گنجائش نہیں ہے۔ الٰہی قانون میں تبدیلی ناممکن ہے ورنہ اعتراض پیدا ہوتے کہ کیا خدا تعالیٰ کو بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے؟ کیا خدا تعالیٰ کو بھی بیان بدلنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ بھی غلطی سے پاک نہیں ہے۔ اگر خدا تعالیٰ علیم اور قدوس ہے یعنی ہر علم پر کامل طور سے محیط اور ہر غلطی اور عیب سے منزّہ ہے تو پہلی دفعہ ہی درست اور حتمی بات کرتا اور بار بار بات بدلنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ کیونکہ نظر ثانی کی ضرورت تو وہاں پڑتی ہے جہاں غلطی کا امکان ہو۔ اگر خدا غلطی کر سکتا ہے تو پھر نظر ثانی کر کے اپنی بات کو بدل سکتا ہے۔ اگر غلطی نہیں کرتا تو پھر بدلنے کا سوال ہی نہیں۔ پس اگر خدا تو غلطی نہیں کر سکتا لیکن قرآن مجید میں ہمیں ایسے بیانات ملتے ہیں جو ایک دوسرے کو ردّ کرتے ہیں یا ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور یہ ایک ایسا کلام ہے کہ متضاد ہونے کی وجہ سے ایک حصہ دوسرے کو منسوخ کرتا ہے تو پھر یہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عقل یہ تسلیم نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں یا اس کے قول اور فعل میں تضاد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہی اصول بیان فرماتا ہے :

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْـــرًا (النساء:83) یعنی اگر (یہ قرآن) غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا۔

مگر بدقسمتی سے پھر بھی مسلمانوں نے واضح ہدایت اور راہنمائی کے باوجود اس قسم کی غلطی کی اور اس اصول کو کلّیۃً ردّ کرتے ہوئے قرآن کریم کی بعض آیات کو بعض دوسری آیات کے متضاد سمجھ کر منسوخ قرار دے دیا اور یوں عامۃ المسلمین کو بھی اپنے مذہب کے بارے میں شکوک میں مبتلا کیا اور مخالفین کو بھی اعتراضات کا موقع دیا۔ قرآن کریم کے بارہ میں مسلمانوں میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں ان میں سے ایک غلط فہمی نسخ فی القرآن کا عقیدہ ہے۔ نسخ کے عقیدہ کا براہِ راست قرآن کریم کی معنوی حفاظت سے تعلق ہے۔ اگر قرآن کریم میں نسخ کا جواز تسلیم کیا جائے تو پھر قرآن کریم محفوظ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پھر یہ جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے کہ کون سی آیت منسوخ ہے اور کون سی نہیں۔ ہر شخص اپنے فہم کے مطابق قرآنی آیات کو ردّ کرنے لگے گا۔

پس قرآن کریم کی معنوی محافظت کے ضمن میں مناسب ہے کہ ناسخ و منسوخ کے مسئلہ پر بھی ایک مختصر نظر ڈالی جائے۔ مستشرقین اور مغربی محققین بھی حفاظت قرآن کریم کے پہلو پر حملہ کرنے کے لئے نسخ کے عقیدہ کو سہارا بناتے ہیں۔ چنانچہ ابن وراق نے بھی قرآن کریم کی عدیم النظیر حفاظت کے پہلو پر اعتراض کرنے کے لئے عقیدہ نسخ کا سہارا لیا ہے۔ کہتا ہے :

The doctrine of abrogation also makes a mockery of the Muslim dogma that the Koran is a faithful and unalterable reproduction of original scriptures that are preserved in Heaven. If God's words being superseded or becoming obsolete? Are some words of God to be preferred to other words of God? Apparently yes. According to Muir, some 200 verses have been canceled by later ones. Thus we have the strange situation where the entire Koran is recited as the word of God, and yet there are passages that can be considered not "true"; in other words, 3 percent of the Koran is acknowledged as falsehood.

(Ibn Warraq: Why I am Not A Muslim, Prometheus Books, New York, 1995, under heading: The Koran: Pg:115)

کیا نسخ کا عقیدہ بھی اس اسلامی عقیدہ کا تمسخر نہیں اُڑاتا کہ قرآن کریم لوحِ محفوظ کی دیانت داری اور اخلاص سے کی گئی ناقابلِ تحریف نقل بمطابق اصل ہے۔ کیا خدا کے بعض اقوال پُرانے اور فرسودہ ہیں؟ کیا خدا کے بعض احکام بعض دوسرے احکام سے زیادہ اہم ہیں؟ (اس عقیدہ کے مطابق) بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔ میور کے مطابق لگ بھگ دوسو آیات بعد میں نازل ہونے والی آیات سے منسوخ ہوئیں ہیں۔ اب ہم عجیب مخمصہ میں ہیں کہ ایک طرف تو سارے قرآن کریم کی بطور کلام الٰہی تلاوت کی جاتی ہے جبکہ اس میں ایسے حصے بھی ہیں جو کہ حق نہیں ہیں۔ بالفاظِ دیگر قرآن کریم کا ایک تہائی حصہ مسلّمہ طور پر باطل ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک- ناقل)

اس ضمن میں ایک بات تو یہ مدّ نظر رہنی چاہئے کہ نسخ کا عقیدہ اگر درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی قرآن کریم کی لفظی حفاظت کے بارہ میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ حقیقت بہر حال تسلیم شدہ ہے کہ قرآن کریم جس صورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے بنی نوع کو عطا ہوا بعینہٖ اُسی طرح محفوظ ہے۔ چنانچہ میور کی گواہی درج کی جا چکی ہے کہ قرآن کریم بلا تحریف و تبدیل ہم تک پہنچا ہے۔ ہاں معنوی حفاظت کے پہلو کے لحاظ سے قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

ابنِ وراق درست کہتا ہے کہ قرآن کریم میں خدا کا بیان فرمودہ ایک ایک حرف حتمی، درست اور قابل عمل ہے اور پُرانا اور فرسودہ نہیں ہے اور اس میں بیان شدہ کوئی لفظ غیر اہم نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی لفظ منسوخ ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ قرآن کریم کلامِ الٰہی ہے اور اس کا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں اور ہر ایک حرف جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا برحق اور رہتی دنیا تک کے لئے راہنما ہے اور اسی طرح قابل عمل ہے جیسا کہ بوقتِ نزول قابل عمل تھا۔ گو عام طور پر مسلمان علماء نسخ فی القرآن کے قائل ہیں لیکن آئمہ جب نسخ کی بات کرتے ہیں تو صرف یہ مُراد ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی آیت جو معنی ہم کیا کرتے تھے ان معانی کا غلط ہونا فلاں آیت کے نزول سے ثابت ہو گیا ہے۔ پس نسخ سے مراد نسخِ معانی تھا۔ گویا نسخ سے مراد یہ تھی کہ ہماری نظر میں اس آیت کے جو معنی ہیں دوسری آیت اُن معنی کو درست قرار نہیں دیتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۰)

ابنِ وراق کے لئے تو اتنا جواب کافی ہے لیکن اپنے باقی مسلمان بھائیوں کے لئے ہمدردی اور محبت کے جذبات کے ساتھ عرض ہے کہ ایک طرف تو آپ قرآن کریم کو کلامِ الٰہی تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف اس میں ایسے نسخ کے قائل ہیں کہ گویا قرآن کریم میں ایک آیت نازل ہوتی تھی پھر وہ کالعدم ہو جاتی تھی۔ یہ دو متضاد عقائد کیونکر اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ ایسا عقیدہ رکھنے سے عقل و خرد کو خیر آباد کہنا پڑتا ہے۔ خاص کر اس صورت میں تو بالکل ہی اس عقیدہ کو چھوڑنا پڑتا ہے کہ جب یہ علم ہوتا ہے کہ قرآن کریم اس عقیدہ کو ردّ کرتا ہے اور کسی صحیح حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں نسخ کا ذکر نہیں فرماتے اور نہ ہی صحابہ یہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں آیت کو فلاں آیت سے منسوخ قرار دیتے تھے۔ ذیل میں ہم نسخ فی القرآن کے قائلین کے عقیدہ کا مختصر تجزیہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں نسخ کو جائز سمجھنے والے ایک دلیل اس آیت سے پیش کرتے ہیں :

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (البقرہ : 107)

ترجمہ: جو آیت بھی ہم منسوخ کر دیں یا اُسے بھُلا دیں، اُس جیسی یا اُس سے بہتر ضرور لے آتے ہیں۔ کیا تُو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے؟

اس سے یہ مطلب اخذ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ قرآن کریم کی کوئی بھی آیت منسوخ کر دیتا ہوں۔ مگر جب منسوخ کرتا ہوں تو بعینہ ویسی یا اس سے بھی بہتر آیت لے آتا ہوں۔ حالانکہ یہاں تو قرآنی آیات کا ذکر ہی نہیں ہو رہا ہے۔ یہاں تو یہود کا ذکر ہو رہا ہے۔ پس ایسی بے تعلق بات کو دلیل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جس کا سارے قصہ سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ اصل میں تو یہ قصہ چل رہا ہے کہ یہود نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی خیر نازل ہو۔ مگر تم پر اللہ نے قرآن نازل کیا۔ اب یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ قرآن کے نزول کی ضرورت کیا ہے جبکہ پہلے سے ہی الٰہی تعلیمات اور کتب موجود ہیں۔ اس کا جواب یہ آیت دے رہی ہے کہ ان کتب کے بعض حصے اس قابل تھے کہ منسوخ کر دیئے جاتے اور بعض ایسی باتیں تھیں کہ مرور زمانہ سے لوگوں کو بھول گئی تھیں اور آہستہ آہستہ کتب سماویہ سے محو ہو گئی تھیں۔ ان کا دوبارہ بیان کرنا ضروری تھا۔ پس ایک حصہ کو ہم نے منسوخ کر دیا اور اس سے بہتر تعلیم اس کتاب میں بیان کر دی اور وہ تعلیم جو بھول گئی تھی اس کو پھر اسی طرح بیان کر دیا اور اہل کتاب اس پر اعتراض نہیں کر سکتے کیونکہ خود ان کی کتابوں میں نئی شریعت کی خبر موجود ہے۔ چنانچہ یرمیاہ باب 31 آیت 31 میں ہے :

” دیکھ وے دن خداوند کہتا ہے میں اسرائیل کے گھرانے اور یہود کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا۔ اس عہد کے موافق نہیں جو میں نے اُن کے باپ دادا سے کیا“

پس قائلین نسخ اس آیت سے نسخ فی القرآن کا جو عقیدہ اخذ کرتے ہیں وہ سیاق و سباق کی رُو سے غلط ٹھہرتا ہے۔ مضمون کوئی اور بیان ہو رہا ہے اور مطلب کچھ لیا جا رہا ہے۔ پس عقیدہ نسخ کی بنیاد ہی نا سمجھی پر ہے۔ اس غلط تفہیم پر بنیاد رکھتے ہوئے علماء نسخ کی تین اقسام بیان کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک :

(1) نسخ کی ایک قسم یہ ہے کہ آیت کے معنی تو قائم ہوتے ہیں مگر الفاظ محو کر دیئے جاتے ہیں۔ گویا ایک آیت معنًا تو قرآن کریم میں موجود ہوتی ہے مگر اس کے الفاظ اس میں نہیں ہوتے۔ وہ اس کی ایک مثال یہ بتاتے ہیں کہ قرآن کریم میں پہلے یہ آیت کہ **الشیخ والشیخوخة اذا زنیا فارجموهما نكالا من الله والله عزیز حکیم** ۔

(2) دوسری قسم کا نسخ یہ بتاتے ہیں کہ آیت کے الفاظ تو قائم رکھے جاتے ہیں مگر اس کا حکم منسوخ کر دیا جاتا ہے اس کے ثبوت میں ایک آیت لا اکراہ فی الدین پیش کرتے ہیں۔ اس قسم کا نسخ قرآن کریم میں بہت زیادہ تسلیم کیا گیا ہے۔

(3) تیسری قسم کا نسخ وہ ہوتا ہے جس میں ان کے نزدیک آیت کے الفاظ اور معنی دونوں منسوخ ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال وہ تحویل قبلہ کا حکم بتاتے ہیں۔ ننسها سے مراد وہ لیتے ہیں کہ متعلقہ حصہ ذہنوں سے اُتر جاتا ہے اور اس کے ثبوت میں ایک من گھڑت قصہ پیش کرتے ہیں جس کا ذکر آگے آئے گا۔

قرآن کریم کے نسخ کے عقیدہ پر قائم لوگ اس

بارہ میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کرتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ فلاں آیت منسوخ ہے ۔ یہ بہت حیرت کی بات ہے کہ قرآن کریم میں اتنی کثرت سے ناسخ منسوخ موجود ہو لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں کوئی رہنمائی نہ فرمائیں ۔ پس قائلین نسخ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کے بغیر محض استدلال کرتے ہیں جس میں ان کی اپنی سوچ کارفرما ہوتی ہے ۔ اور یہ استدلال قرآن کریم کے معانی کے عدم فہم یا عدم علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وقت احکام اور شرائع منسوخ ہوتی ہیں مگر قرآن کریم جو کہ ایک دائمی شریعت ہے اس کی طرف یہ بات کرنا واقعی معیوب ہے ۔ پھر اس سے بڑھ کر معیوب بات یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن کریم کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھے کہ اس میں بعض الفاظ تو موجود ہیں مگر وہ قابل پیروی نہیں کیونکہ منسوخ ہیں اور اپنے اس قول کی تائید میں کوئی وحی پیش نہ کرے بلکہ اپنا قیاس پیش کرے ۔ اس سے گمراہی کا بہت بڑا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور قرآن کریم کا کوئی اعتبار نہیں رہتا۔

پس قرآن کریم کی اس آیت میں عموماً مفسرین غلطی کھاتے ہیں جو یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ جو آیت اللہ نے قرآن کریم میں اتاری ہے وہ منسوخ بھی ہو سکتی ہے اور ہم اس سے بہتر آیت لا سکتے ہیں ۔ اس کے نتیجہ میں ناسخ و منسوخ کا بہت لمبا جھگڑا چل پڑا ۔ مفسرین نے تقریباً پانچ سو آیات کو ناسخ اور پانچ سو آیات کو منسوخ قرار دے دیا ۔ حالانکہ قرآن کریم کا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وقت تک یہ ساری ناسخ و منسوخ آیات حل ہو چکی تھیں سوائے پانچ کے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی برکت سے یہ پانچ آیات بھی حل ہو گئیں ۔ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں ۔ یہاں آیت سے مراد پہلی شریعتیں ہیں جب بھی وہ منسوخ ہوئیں یا بھلا دی گئیں تو ویسی ہی یا اُن سے بہتر نازل کر دی گئیں۔

انسانی دماغ کے کئی مدارج ہیں ۔ بعض دماغ ایک بات کو سمجھتے ہیں اور بعض نہیں سمجھتے ۔ اگر انسانی دماغ کی سمجھ پر اس بات کی بنیاد رکھی جائے کہ کون سی آیت منسوخ ہے اور کون سی آیت منسوخ نہیں تو ایک لحاظ سے سارا قرآن ہی منسوخ ماننا پڑے گا کیونکہ کسی حصہ کو کوئی نہیں مانتا اور کسی کو کوئی نہیں مانتا ۔ جس کی سمجھ میں سو آیات نہ آئیں اس نے سو منسوخ قرار دے دیں اور جس کی سمجھ میں ہزار نہ آئیں اس نے ہزار آیات کو منسوخ قرار دے دیں ۔ چنانچہ اس امر کی مثال کہ بعض آیات کو اس لئے منسوخ کہا جاتا ہے کہ وہ بظاہر دوسری آیات کے مخالف نظر آتی ہیں ۔ ہم مولوی مودودی کے الفاظ مین بیان کرتے ہیں ۔ آپ رقم طراز ہیں:-

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ : 257)

یعنی دین میں جبر نہیں ۔ مگر اس واضح آیت کے ہوتے ہوئے بھی بعض مسلمان دین میں جبر کو جائز سمجھتے ہیں ۔ ان کے نزدیک بعد میں نازل ہونے والی جہاد کی آیات نے یہ آیت منسوخ کر دی ہے ۔ اگر اسے منسوخ نہ کہا جائے تو تضاد پیدا ہوتا ہے قرآن میں ۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودی ” ارتداد کی سزا اسلامی قانون میں“ صفحہ 53,54 زیر عنوان عقل اور قتل مرتد بار اوّل جون 1951 مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی، اچھرہ پاکستان)

جبکہ قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ قرآن کی دو آیات میں تضاد ہو تو ایک آیت کو منسوخ قرار دے دو بلکہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اگر تضاد ہو تو سمجھو کہ قرآن کریم خدا کی طرف سے ہی نہیں بلکہ خدا کے سوا کسی اور طرف سے ہے ۔ چنانچہ فرمایا :-

لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا (النساء : 83)

اگر یہ قرآن اللہ کو چھوڑ کر اوروں کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے ۔

تاریخ اسلام میں بہت کثرت سے احادیث درج ہیں جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر قرآن بالقرآن کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہے ۔ مثلاً :

حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَقَدْ جَلَسْتُ اَنَا وَاَخِیْ مَجْلِسًا مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِهٖ حُمْرَ النَّعَمِ اَقْبَلْتُ اَنَا وَاَخِیْ وَاِذَا مَشْیَخَةٌ مِنْ صَحَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ عِنْدَ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِهٖ فَكَرِهْنَا اَنْ نُفَرِّقَ بَیْنَهُمْ فَجَلَسْنَا حَجْرَةً اِذْ ذَكَرُوْا آیَةً مِنَ الْقُرْآنِ ۔ فَتَمَارَوْا فِیْهَا حَتّٰی ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا قَدْ احْمَرَّ وَجْهُهٗ یَرْمِیْهِمْ بِالتُّرَابِ وَیَقُوْلُ مَهْلًا یَا قَوْمِ بِهٰذَا اُهْلِكَتِ الْاُمَمُ مِنْ قَبْلِكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَاءِهِمْ وَضَرْبِهِمُ الْكُتُبَ بَعْضَهَا بِبَعْضٍ اِنَّ الْقُرْآنَ لَمْ یَنْزِلْ یُكَذِّبُ بَعْضُهٗ بَعْضًا بَلْ یُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فَمَا عَرَفْتُمْ مِنْهُ فَاعْمَلُوْا بِهٖ وَمَا جَهِلْتُمْ مِنْهُ فَرُدُّوْهُ اِلٰی عَالِمِهٖ (مسند احمد بن حنبل مسند المکثرین من الصحابۃ حدیث:6415)

یعنی ضرت انس بن عیاض کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کسی مجلس میں تشریف فرما تھے ۔ انہوں نے قرآن کریم کی ایک آیت کا تذکرہ کیا جس میں ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں ۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ۔ آپ کا چہرہ شدّت غضب سے سُرخ تھا ۔ آپؐ نے ناراضگی سے فرمایا : اے میری قوم ! اس قسم کے معاملات میں نہ پڑو تم سے پہلی امتیں انبیاء اور ان کی کتب میں تقابل کر کے اُن کے بارہ میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئیں ہیں ۔ قرآن کریم اس طرح تو نازل نہیں ہوا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو جھٹلائے بلکہ اس کا ایک حصہ دوسرے کی تصدیق کرتا ہے ۔ پس (اس اصول کو راہنما بناتے ہوئے) جو سمجھ آئے اس کے مطابق عمل کرو اور جو سمجھ نہ آئے تو اس سے پوچھ لیا کرو جو اس معاملہ میں اہل علم ہو۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو راہنما بناتے ہوئے ہمیں قرآن کریم کی وہی تفسیر کرنی چاہئے جو قرآن کریم کی دوسری آیات کے مطابق ہو نہ کہ اپنی مرضی کے معانی کر کے ان تمام آیات کو منسوخ قرار دے دینا چاہئے جو ہمارے کئے ہوئے معانی کو رڈ کرتی ہوں ۔ اگر کسی آیت کے معانی قرآن کریم کی دوسری آیات کے خلاف ہوں تو لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ معانی غلط ہیں کیونکہ قرآن تضاد سے پاک ہے ۔ پس درست معانی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر نہ سمجھ آئیں تو اہل علم سے رجوع کرنا چاہئے ۔ کسی آیت کو مکمل طور پر نہ سمجھنے کی صورت میں یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا کہ وہ آیت منسوخ ہے اور نہ ہی کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ سب قرآن سمجھ چکا ہے ۔ پس ناسمجھی پر کیسے ایک عقیدے کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے ۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

” اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں بڑے بڑے علم والے لوگ پیدا کئے ہیں مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے سارا علم قرآن حاصل کر لیا ہے ۔ میں بھی کہ جس پر اللہ نے قرآن کریم کے بے شمار معارف کھولے ہیں نہیں کہہ سکتا کہ قرآن کریم کا سارا علم میں نے حاصل کر لیا ہے ۔ اگر ایسا ہوتا کہ کوئی شخص اس کے تمام معارف سمجھ لیتا تو قیامت آجاتی ۔ کیونکہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے ہے اور اس کے بعد اور کوئی کتاب نہیں ۔ جب اس میں سے نئے نئے مضامین نکلنے بند ہو جائیں گے اس وقت قیامت آجائے گی ۔ پس اس کے معارف کبھی ختم نہیں ہوسکتے اور یہ کتاب ہمیشہ نئے نئے مطالب دنیا میں ظاہر کرتی رہے گی ۔“ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 98،97)

قائلین نسخ کی یہ گستاخی بہت عجیب ہے کہ ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ ایک چھوڑ ایک کروڑ احادیث بھی قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں کر سکتیں لیکن دوسری طرف اپنے ظن سے قرآن کی آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں اور اپنی سوچ کا مرتبہ احادیثِ رسولؐ سے بھی بڑا سمجھتے ہیں کہ گویا اُنہیں تو یہ حق حاصل ہے کہ کچھ آیات کو منسوخ قرار دے دیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق حاصل نہیں ۔ یہ ایسی بات ہے کہ ہر عقل مند اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دے گا۔

پس قرآن کریم کی آیات کے معنی اور تفسیر کرنے کا ایک بہت بنیادی اصول اور ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات کے معنی قرآن کریم کی دوسری آیات کے مطابق کئے جائیں ۔ قرآن کریم کی آیات کے وہ معنی کرنے چاہئیں جو کہ تمام آیات کے مطابق ہوں اور یہ نہیں کرنا چاہئے کہ اپنی مرضی سے ایک آیت کے معنی کر لئے اور باقی آیات کو منسوخ قرار دے دیا ۔ یہ منشاء الٰہی اور منشاء رسول کے خلاف ہے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو نہیں فرمایا کہ القرآن ینسخ بعضہ بعضا.

سوال یہ ہے کہ اگر درحقیقت قرآن کریم میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے تو پھر کیوں بعض صحابہ نے بعض آیات کو منسوخ قرار دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ اگر یہ لفظ استعمال کرتے تھے تو کسی قرآنی آیت کے منسوخ ہونے کے بارہ میں نہیں بلکہ اس کے عام رائج معنی کے منسوخ ہونے کے کرتے تھے کہ نئی نازل ہونے والی آیت نے پہلے سے نازل شدہ اس آیت کی تفسیر کر دی ہے اور جو معنی ہم سمجھتے تھے وہ معانی منسوخ ہو گئے ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

” قائلین نسخ کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر حدیث سے آیت منسوخ ہو جاتی ہے بلکہ وہ لکھتے ہیں کہ واقعی امر تو یہی ہے کہ قرآن پر نہ زیادت جائز ہے اور نہ نسخ کسی حدیث سے ۔ لیکن ہماری نظر قاصر میں جو استخراج مسائل قرآن سے عاجز ہے یہ سب باتیں صورت پذیر معلوم ہوتی ہیں اور حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم آتی ہے ۔“ (الحق مباحثہ لدھیانہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۹۲، ۹۳)

پس نہ تو وحی الٰہی سے کوئی آیت کبھی منسوخ قرار دی گئی اور نہ ہی معانی سمجھ نہ آنے سے کوئی آیت منسوخ سمجھی جاسکتی ہے ۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی وحی الٰہی سے کسی آیت کے منسوخ ہونے کا علم ہوتا یا آپ کا یہ منشاء ہوتا کہ معنوں کو دیکھ کر بظاہر متضاد آیات منسوخ قرار دے دی جائیں تو پھر لازمی تھا کہ جس طرح قرآن کریم کی آیات کے نزول کے ساتھ ہی اشاعت کی جاتی تھی اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی سے منسوخ ہونے والی آیات کو بھی سب صحابہ کو اطلاع کیا کرتے اور تاریخ میں ایسے واقعات محفوظ کر لئے جاتے ۔ امت نے یہ واقعات تو محفوظ کر لئے جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر القرآن بالقرآن کی تاکید فرمائی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ناسخ و منسوخ کا ایک بھی واقعہ محفوظ نہ کیا ۔ عاقل را اشارہ کافی است !

پس قرآن کریم کی تفسیر کے لئے یہ بنیادی اصول آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معین فرما دیا ہے کہ قرآن کریم کی آیات کے وہی معنی ہوں گے جو قرآن کریم کی دوسری آیات کے مطابق ہوں گے ۔ اگر کسی آیت کے ایسے معانی کئے جائیں جو قرآن کریم کی دوسری آیات کے خلاف ہوں تو وہ معنی غلط ہوں گے ۔ اگر تفسیر قرآن کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اس بنیادی اصول کو تسلیم نہ کیا جائے اور نسخ فی القرآن کا عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو قرآن کریم کا وجود ہی بے کار ہو جاتا ہے اور امن اُٹھ جاتا ہے ۔ ہر شخص اپنی مرضی سے معنی کرے گا ۔ مثلاً اگر نسخ کا قائل دین میں جبر کا قائل ہوگا تو پھر تو ایک آفت آجائے گی ۔ ایسا شخص قرآن کریم سے وہ تمام آیات منسوخ قرار دے دے گا جن میں یہ ذکر ہے کہ اپنے لئے مذہب کا انتخاب کرنا انسان کا ایسا ذاتی فعل ہے جس کا تعلق خدا سے ہے ۔ دلائل کی رو سے سچے دین کی تلاش تو ہو سکتی ہے لیکن کوئی شخص جبراً کسی دوسرے شخص کو اپنے دین میں نہیں داخل کر سکتا اور نہ ہی کسی دین سے نکال سکتا ہے ۔ چنانچہ ایسا شخص اگر طاقتور ہو تو ظلم اور تعدی کی راہ سے دنیا کا امن برباد کر دے گا اور صرف ان لوگوں کو زندہ رہنے کا حق دے گا جو اس کے دین کے مطابق اپنا دین بنائیں گے ۔

ایک بات یہ بھی مدّ نظر رہے کہ موجودہ قرآن

کریم پر صحابہ کا دو مرتبہ اجماع ہوا تھا۔ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ۔ پس جب صحابہ کا سارے قرآن کریم پر اتفاق ہے تو کوئی آیت کسی ایک صحابی کے کہنے پر منسوخ قرار نہیں دی جاسکتی ۔ ایک طرف تو تمام صحابہ اس آیت کو قرآن کریم کا حصہ قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ایک صحابی کسی آیت کو منسوخ مانتا ہے تو ہزاروں صحابہؓ کے اجماع کے خلاف اُس ایک صحابی کی رائے کی کیا وقعت ہوسکتی ہے؟ اگر تمام صحابہؓ نے بالاتفاق یہ شہادت دی ہو کہ یہ آیت قرآن کریم میں شامل ہے اور پھر اسی اتفاق کے ساتھ بیان نہ کیا ہو کہ یہ آیت منسوخ ہے تو محض ایک یا دو صحابہؓ کے کہنے پر ہم کسی آیت کو منسوخ قرار نہیں دے سکتے ۔ ایک آیت کے قرآن کریم کا حصہ ہونے پر جس قسم کی شہادت مہیا ہے اسی قسم کی شہادت اگر اس کے منسوخ ہونے پر ہو تو ہی قابل توجہ ہوسکتی ہے۔مگر یہ حقیقت بھی ظاہر و باہر ہے کہ تمام صحابہ کسی آیت کے منسوخ ہونے پر متفق نہیں ۔ بلکہ کسی آیت کے منسوخ ہونے پر صحابہؓ کی ایک چھوٹی سی جماعت بھی متفق نظر نہیں آتی جو پانچ یا چھ افراد پر ہی مشتمل ہو۔پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ان کی ذاتی رائے تھی اور اس رائے کا مطلب وہی تھا جو امام الزمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے معنی کو منسوخ قرار دیتے تھے آیت کو نہیں۔

جہاں تک اُن آیات کا تعلق ہے جن کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم سے منسوخ کر دی گئی ہیں مگر الفاظ پیش نہیں کرتے اس لئے ایسا دعویٰ قابل اعتبار نہیں رہتا ۔ پھر قائلین نسخ کے نزدیک کچھ ایسی آیات ہیں کہ جن کے معنی تو قائم ہیں مگر الفاظ منسوخ ہیں۔ یہ تو بات ہی بے وقوفی والی ہے ۔ الفاظ منسوخ کرنے کی کیا تُک اور حکمت ہے ۔ یہ بے حکمت اور فضول کام خدا کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح قائلین نسخ ایک آیت پیش کرتے ہیں جس میں ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ یہ بھی منسوخ ہوگئی ہے۔ یہ بات بھی عجیب ہے۔حکم کے منسوخ ہونے کی کچھ سمجھ بھی آتی ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی صفت قدوس کو عملی طور پر نہیں مانتے اور یہ تسلیم نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کی غلطی سے پاک ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حکم دیا اور پھر علم ہوا کہ اس حکم سے بہتر حکم دیا جاسکتا ہے تو اس نے گزشتہ حکم منسوخ کر دیا اور نیا حکم نازل کر دیا لیکن واقعہ جو ہو چکا ہے وہ تو منسوخ نہیں ہوسکتا۔ وہ تو معرض وجود میں آچکا اور ماضی کا حصہ بن چکا ۔ پھر اس کے منسوخ کرنے سے کیا مراد؟ کیا تاریخ جو وقوع پذیر ہوچکی منسوخ ہوسکتی ہے ۔مثلاً کسی قائل نسخ کے ساتھ یہ واقع ہو جائے کہ اس کا کوئی عزیز فوت ہو جائے اور وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی میت کو غسل دے اور تجہیز و تکفین کرے ۔اب وہ کس طرح اس واقعہ کو منسوخ کرے گا؟ کیا وہ یہ اعلان کرے گا کہ یہ واقعہ ہوا تھا اب اسے منسوخ سمجھیں اور ماضی کا حصہ نہ سمجھیں۔ واقعہ کے منسوخ کرنے سے تو صرف یہی مراد ہوسکتی ہے کہ جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ درست نہیں تھا۔ غلطی ہوگئی اس لئے وہ حذف کر دیا جائے ۔ مگر کیا خدا تعالیٰ سے ایسی غلطی کی امید رکھی جاسکتی ہے۔ مفسرین کا بھی اس پر اجماع ہے کہ واقعہ منسوخ نہیں ہوسکتا۔

قائلین نسخ کی طرف سے ایک من گھڑت اور عجیب و غریب واقعہ پیش کیا جاتا ہے کہ دو افراد تھے جن میں سے ایک نے ایک آیت پڑھنے کی کوشش کی تو اسے یاد نہ آئی۔اس نے دوسرے سے پوچھی تو سے بھی بھول چکی تھی ۔ وہ باہر نکلے اور دوسے صحابہ سے پوچھنے لگے مگر سب صحابہ کو بھول چکی تھی اور کوئی بھی اس آیت کے الفاظ نہ بتا سکا۔

یہ واقعہ کب ہوا؟ اُن دو افراد کے نام کیا تھے؟ وہ کس قبیلہ یا خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟ وہ کیا کرتے تھے ، کہاں رہتے تھے؟ کسی قسم کی کوئی مستند تفصیل کتبِ تاریخ میں نہیں ملتی ۔اس واقعہ کے راوی کون ہیں؟ کچھ علم نہیں ! بس درج کر دیا گیا کہ یہ واقعہ ہوا تھا کبھی ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سینکڑوں حفاظ تھے مگر روایت میں دو ایسے صحابہ کا ذکر ملتا ہے جن کو کوئی نہیں جانتا اور ان کے آباء کا بھی علم نہیں ۔ روایت کے کچھ اصول ہیں ان پر بھی یہ روایت پوری نہیں اُترتی کیوں کہ راوی بھی مذکور نہیں کہ کون ہیں۔ پھر بھولنے والی بات تو عقل کو کسی طرح تسلیم نہیں کیونکہ اس صورت میں شور پڑ جانا چاہئے تھا۔ پس یہ روایت درایت کے اصولوں پر پوری نہیں اُترتی۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نُنْسِهَا کے معنی قرآن کے بھولنے کے کیسے لئے جاسکتے ہیں جبکہ قرآن خود فرماتا ہے کہ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى چنانچہ جب قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے جو پھر اس کے بھولنے یا منسوخ ہونے کے کیا معنی؟ اللہ خود فرماتا ہے :اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پھر اگر بھلایا یا منسوخ کیا جاسکتا ہے تو پھر حفاظت کے کیا معنی......؟

سوال یہ ہے کہ جب یہ مسئلہ اتنا بعید از عقل ہے تو پھر کیوں امت مسلمہ میں اس قدر رائج ہوگیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی وجہ کورانہ تقلید بنی ہے ۔ ابتدا میں جب نسخ کا لفظ استعمال کیا گیا تو اس کا یہ مطلب نہیں تھا جو آج معروف ہو چکا ہے۔ابتدا میں نسخ سے مراد صرف یہ تھی کہ قرآن کریم کی ایک آیت کے جو معنیٰ ہم سمجھتے تھے قرآن کریم کی ایک نئی نازل ہونے والی آیت نے يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا کے مطابق اس کے وہ معانی کھول دیئے ہیں جو حقیقی ہیں اور جو ہم سمجھتے تھے وہ معنی ردّ کر دیئے ہیں۔ پس وہ معنے منسوخ ہوگئے ہیں اور بہتر معانی عطا ہوئے ہیں ۔یہی حقیقت مضمون کی ابتدا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں درج کی جاچکی ہے۔

بعد میں آنے والوں نے اندھی تقلید کرتے ہوئے مسئلہ تو اپنا لیا مگر اس کے صحیح مفہوم کو اپنا نہ سکے۔ واللہ اعلم ۔ بہر حال حقیقت جو بھی ہو یہ واضح ہے کہ اگر اس سارے مسئلہ کا تجزیہ کیا جائے تو عقل اسے دھکے دیتی ہے۔تاریخ بھی کوئی سہارا نہیں دیتی ۔اگر کوئی دلیل بن سکتی ہے منسوخ شدہ آیت کی تو یہی بن سکتی ہے اور ہمیشہ مختلف الفاظ کے جامے میں لپیٹ کر یہی بنائی گئی ہے کہ فلاں آیت چونکہ سمجھ میں نہیں آتی اس لئے منسوخ ہے۔ یا فلاں آیت باقی قرآنی آیات کے متصادم معلوم ہوتی ہے اس لئے منسوخ ہے۔ پس سمجھ نہیں آتی تو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر متضاد معلوم ہوتی ہے تو یہ بھی فہمِ قرآن کی کمی ہے کیونکہ قرآن کریم کا تو یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم میں کچھ بھی اختلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اختلاف ہوا تو سمجھ لو کہ قرآن خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ تو کہیں نہیں فرمایا کہ اگر اختلاف ہو تو ایک آیت کو منسوخ قرار دے لو ۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ”عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں“ اور اسی حقیقت کے برعکس پر ناسخ اور منسوخ کے مسئلہ کی بنیاد ہے۔ یعنی اس مسئلہ کی بنیاد کسی حقیقت پر نہیں بلکہ عدم علم اور کم فہمی پر ہے اور یہ وہ واحد مسئلہ ہے کہ جس کی بنیاد برملا طور پر نا سمجھی اور جہالت پر رکھی گئی ہے اور باقاعدہ اقرار کیا جاتا ہے کہ فلاں آیت چونکہ سمجھ نہیں آئی اس لئے منسوخ ہے۔ الفاظ جو بھی ہوں مفہوم یہی ہوتا ہے ۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو امام الزّماں حَکَم و عَدَل علیہ السلام کے اس فیصلہ کے بعد عقیدہ نسخ فی القرآن کا سب سے بڑا علمبردار وہی ہوگا جسے سب سے کم آیات کا فہم نصیب ہوگا اور قرآن مجید کی تفسیر سے سب سے زیادہ ناواقف اور قرآنی تعلیمات کے عرفان سے سب سے زیادہ دُور ہوگا۔ ☆ ☆ ☆

(بحوالہ کتاب الذکر المحفوظ، صفحہ ۳۸۳ تا ۳۹۳)

آپ کے خطوط آپ کی رائے

فیصلہ ہر منصف مزاج انسان کی عدالت میں

((ازسید فہیم احمد نیشنل صدر بھوٹان))

مورخہ 28 مئی بروز جمعہ پاکستان میں احمدیوں کی مساجد پر جو المناک حادثہ ہوا اس کی جس قدر بھی مذمت کی جائے کم ہے ۔ بوقت جمعہ ایسا بہیمانہ اور ظالمانہ حملہ یقیناً انسانیت کو شرمسار کرنے کے لئے کافی ہے۔ایک عرصہ سے پاکستان جیسے اسلامی مملکت میں احمدیوں پر جو ظلم و زیادتیوں کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں، تمام عدل و انصاف کو بالائے طاق رکھ کر احمدیوں پر شعائر اسلامی اپنانے پر روک لگائی گئی ہے ۔ جملہ بنیادی انسانی حقوق کھلے عام سلب کئے گئے ۔حتی کہ کلمہ پڑھنے، اذان دینے السلام علیکم کہنے پر آج بھی کئی احمدی جیل میں ہیں ۔ اُن پر مقدمات حسب وسطور جاری ہیں ۔ پاکستان میں احمدیوں کی حالت اکبر الہ آبادی کے اس شعر کے مطابق ہے :

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ستم تو یہ ہے کہ صحافت کے زرّیں اصول کو بالائے طاق رکھ کر پاکستانی میڈیا بھی عرصہ سے ان مظالم کا بے درد تماشائیوں کی طرح نظارہ کرتی آئی ہے ۔ان میں جانبداری ناکردہ کاموں کی کریڈٹ لینے کا شوق کذب بیانی مبالغہ آرائی اور خودستائی کے عناصر کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جب کہ صحافت کا کل میڈیا رول ایک سیکولر اسٹیٹ میں ہی ہونا چاہئے کہ اہل وطن کے حقوق کی نگرانی کرے ۔ انہیں پامال ہونے سے بچائے اور جن قدروں کو ملک کی ترقی کیلئے یا سماج و معاشرے کے فروغ کیلئے اپنایا گیا ہے اُن کی بنیاد پر اپنا سارا کاروبار قرطاس وقلم اور لسان و بیان جاری رکھے ۔ظلم و زیادتی کے خلاف اپنی آواز بلند کرے اور بیباکی ، جرأت مندی ، حق پرستی اور انسانیت دوستی کا اعلیٰ معیار قائم کرے ۔ گوکہ چند ایک نے اس ضمن میں پیش رفت کی ہے مگر ان کی تعداد ابھی آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ حالانکہ اسے بھی کماحقہٗ نہیں کہا جاسکتا۔

پاکستان میں ہر مسلک اور فرقہ کے لوگ بستے ہیں ۔کسی کے عقائد دوسرے سے نہیں ملتے۔ گو شیعہ حضرات باوجود درود اور اذان میں تبدیلی کے پاکستان میں سچے اور پکے مسلمان گردانے جاتے ہیں ۔اسی طرح سنی حضرات بھی باوجود ہر قسم کے شرک و بدعت میں ملوث ہونے کے پاکستان حکومت نے انہیں مسلمان ہونے کا سرٹیفکٹ مہیا کرتی ہے ۔ اور انہیں اپنی عقائد و خیالات کا کھلے عام اظہار کا حق بھی حاصل ہے ۔مگر احمدیوں کے ساتھ ایسا سوتیلا پن آخر کیوں؟

فیصلہ ہر منصف مزاج انسان کی عدالت میں......!!

ہاں! میں اس پاکستان کا ذکر کر رہا ہوں جس کا قیام اسلام کے نام پر ہوا تھا۔ جہاں احمدیت کے کئی سپوتوں نے اپنی قیمتی جانیں نچھاور کیں ہیں۔ جس کے قیام میں احمدیوں کی بے لوث قربانیوں کا بہت بڑا دخل ہے ۔مگر آج اسلامی اصولوں کو روندا جارہا ہے۔ پامال کیا جارہا ہے۔ حقوق غصب کئے جارہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ناموس رسولؐ کے نام پر ہورہا ہے۔

پچھلے دنوں 28 مئی کو جو سانحہ درپیش آیا 90 سے زائد احمدیوں کو جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔اس کے پیچھے بھی وہی عوامل کارفرما ہیں جو 1974 اور 1984ء میں حکومت نے رائج کیا تھا۔ اب تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ :

تمہیں قاتل تمہیں شاہد تمہیں منصف ٹھہرے
اقرباء لائیں گے میرے قتل کا دعویٰ کس پر

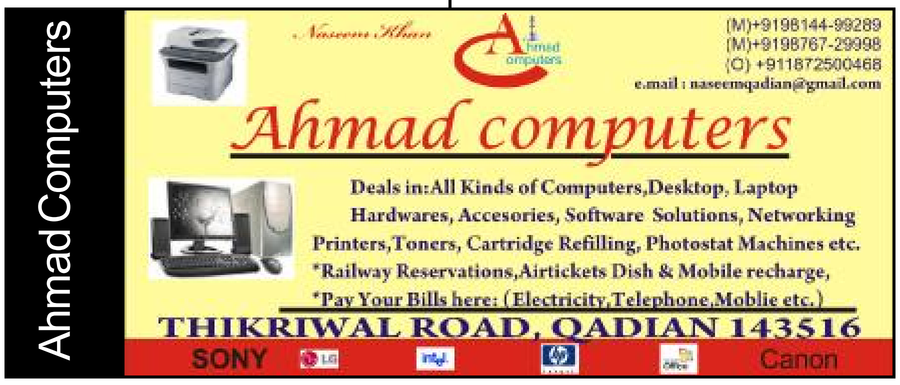

لاہور کی احمدیہ مساجد پر دہشت گردانہ حملوں کے متعلق پاکستانی قلمکاروں کی آراء

یومِ تکبیر، یومِ تکفیر

جناب نذیر ناجی صاحب اپنے کالم میں لکھتے ہیں

کل (28 مئی 2010) یوم تکبیر جو پاکستان کے لئے فخر اور خوشی کا دن تھا، دہشت گردوں نے اسے اپنی دانست میں یومِ تکفیر بنا کر ہمارے لئے ندامت اور غم کے دن میں بدل دیا۔ قائداعظم نے پاکستان حاصل کرنے کے بعد ساری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، آج کے بعد آپ سب پاکستانی ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں۔ اس بنیادی نقطہ پر قوموں کے وجود اور بقاء کا انحصار ہوتا ہے۔ مگر ہم نے روز اوّل ہی سے اسے فراموش کر دیا اور پاکستانی شہریت کے حقوق سب سے پہلے جن بدنصیبوں سے چھیننے کی ابتداء ہوئی، وہ احمدی ہی تھے۔ ان کے خلاف چلائی گئی تحریک کا نعرہ بظاہر تحفظ ختم نبوّت تھا لیکن اصل مقاصد اَور تھے۔ میری عمر اُس وقت 16 سال تھی۔ وہی عمر جو 28 مئی کو پکڑے جانے والے دہشت گرد کی ہے۔ میں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ گرفتار ہوا۔ جھنگ سے لائلپور اور لائلپور سے لاہور کیمپ جیل میں رکھا گیا اور تین ماہ کی نظر بندی مکمل ہونے پر رہائی ملی۔ تب تک تحریک کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ ہوش سنبھالا تو پتہ چلا کہ یہ تحریک درحقیقت کشمکش اقتدار کا حصہ تھی اور پنجاب کی سیاسی قیادت نے مرکزی حکومت کو ہٹانے کے لئے اس نعرے کا استعمال کیا۔ تاہم بعض جیّد علماء کرام بھی اس تحریک میں شامل تھے اور ان کی تقریروں میں یقین دہانی کرائی جاتی تھی کہ بطور پاکستانی احمدیوں کو تمام بنیادی حقوق حاصل رہیں گے۔ صرف انہیں اقلیت قرار دیا جائے۔ بھٹّو صاحب کے دَور میں یہ تحریک ایک بار پھر سیاسی مقاصد کے لئے چلائی گئی۔ اس وقت تک مذہب کو سیاست کے لئے استعمال کرنے والے گروہ زیادہ طاقتور ہو چکے تھے۔ بھٹّو صاحب ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور آئین میں ترمیم کر کے احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اسلام کے نام پر سیاست کرنے والے تمام لیڈر دُنیا کے سامنے یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اسلام میں اقلیتوں کو خصوصی تحفّظات حاصل ہیں لیکن عملاً یہاں کیا ہو رہا ہے؟ اس کے مظاہرے اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔

زیادہ دن نہیں گزرے کہ گوجراں کے ایک نواحی گاؤں میں عیسائیوں کا پورا محلّہ نذر آتش کر دیا گیا جس میں بے گناہ مارے گئے اور ان کے گھر اور ساز و سامان جل کر راکھ ہو گئے۔ حال میں لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس خواجہ محمد شریف نے اس پولیس افسر کی لاہور میں تعیناتی کو اس بناء پر منسوخ کیا کہ وہ گوجراں میں پاکستانی شہریوں کو تحفظ اور انصاف دینے میں ناکام رہے۔ ان کے بارہ میں ہے کہ وہ فیلڈ میں تعیناتی کے اہل نہیں۔

کل 28 مئی کو لاہور میں جو کچھ ہوا، وہ گوجراں کے واقعہ سے بھی زیادہ المناک اور وحشیانہ ہے۔ ایک پُرامن اقلیت کے عبادت گاہوں میں گھُس کر عبادت کرنے والوں کو بے رحمی سے نشانہ بنایا گیا۔ زخمی گھنٹوں کراہتے اور مدد مانگتے رہے۔ دہشت گردوں نے ان تک طبّی امداد بھی نہ پہنچنے دی اور درجنوں ایسے لوگ جو بروقت طبی امداد پر بچ سکتے تھے، خون بہہ جانے کی وجہ سے دم توڑ گئے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ لاہور میں دہشت گردی کے متعدد واقعات کے بعد اعلانات سامنے آئے تھے کہ اب دہشت گردوں سے بچاؤ کے خصوصی انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔

ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا ہے کہ اسی شہر میں سری لنکا کے ٹیم پر دہشت گردوں نے حملہ کیا۔ شور مچایا گیا تھا کہ انتظامیہ بھی ناکام ہو گئی۔ اس حملہ میں صرف دو تین ہلاکتیں ہوئی تھیں۔ یہ خبریں بھی نمایاں طور پر شائع کی گئیں کہ ایجنسیاں دہشت گردوں کے اس حملے کی خبر بہت پہلے دے چکی تھیں۔ یہ خبر آج بھی شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا کہ باقاعدہ ہدف کی نشاندہی کرتے ہوئے ایجنسیوں نے بتا دیا تھا کہ احمدیوں کے خلاف دہشت گردی ہونے کا امکان ہے۔ چند روز پہلے سے انٹرنیٹ پر گستاخانہ خاکوں کے خلاف زبردست احتجاجی مہم چل رہی تھی۔ جب ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلمانوں کے جذبات بے قابو ہونے کے امکانات ہوں، تو پاکستان کی ہر انتظامیہ سمجھ لیتی ہے کہ ان بھڑکتے ہوئے جذبات کا رُخ احمدیوں کی طرف آسانی سے موڑا جا سکتا ہے۔ انہی دنوں ختم نبوت کے موضوع پر کئی اجلاس بھی ہوئے۔ ایسے اجلاسوں میں تقاریر کرنے والے بھی جذبات بھڑکاتے ہیں۔ ایسی فضاء میں احمدیوں کے اجتماعات پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ حیرت کی بات ہے کہ شہر میں جن دو مقامات پر بڑے اجتماعات ہوتے ہیں وہاں خصوصی حفاظتی انتظامات تو دُور کی بات ہے، پولیس کی اتنی تعداد بھی موقع پر موجود نہیں تھی، جتنی کہ جمعۃ المبارک کے دن عام مساجد پر مامور ہوتی ہے۔ شہر میں جگہ جگہ ناکے لگا کر ٹریفک بلاک کیا جاتا ہے جو عام شہریوں کے لئے تکلیف اور مصیبت کا باعث بنتا ہے۔ بچے، بوڑھے اور بیمار منجمد ٹریفک کی تکلیف کا شکار ہوتے ہیں مگر اصلی دہشت گرد خدا جانے کس طرح ان سارے ناکوں اور نگرانیوں سے بچ کر اپنے ٹارگیٹ پر جا کر واردات کر دیتے ہیں......؟

بیرونی دہشت گردوں نے ہمارے ملک میں ٹھکانے بنا کر پہلے ہی پاکستان کو بدنام کر رکھا ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں دہشت گردی ہوتی ہے اسے پاکستان کا نام لگانا فیشن بن چکا ہے۔ بدقسمتی سے القاعدہ نہ صرف پاک افغان سرحد کے دونوں طرف موجود ہے بلکہ وہ پاکستان کے اندر دہشت گرد گروہوں کے ساتھ رابطے بھی قائم کر چکی ہے۔ یہ دہشت گرد گروہ مدرسوں کے بچوں کو بہکا کر القاعدہ کے مراکز میں لے جاتے ہیں، جہاں انہیں دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان کیمپوں کے ساتھ ساتھ جرائم پیشہ لوگوں نے بھی اپنا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ وہ بھی اسلام کے نام پر بچوں کو بہکا کر انہیں خودکش حملہ آور بناتے ہیں۔ اور پھر یہ کم سن خودکش بمبار باقاعدہ فروخت کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کاروبار کی خبریں کچھ دنوں سے محفلوں میں سنائی دینا شروع ہوئی ہیں۔ پاکستان میں ہلاکت خیزی جس تیزی سے پھیل رہی ہے، اسے دیکھ کر خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ معاملہ بہت جلد قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ کسی حد تک ایسا ہو بھی چکا ہے۔ کراچی میں تو ایسا ہو رہا ہے کہ اُدھر کسی نے سوئچ دبایا اور ٹارگیٹ کلنگ (Target Killing) شروع ہو گئی اور سوئچ آف کیا تو ختم ہو گئی۔ پولیس اور امن وامان برقرار رکھنے والے دوسرے تمام ادارے، مکمل طور سے بے بس نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ پولیس چیف بھی اپنی بے بسی کے اعتراف پر مجبور ہے۔ بلوچستان میں پنجاب سے تعلق رکھنے والے استادوں، ڈاکٹروں اور دیگر اہل علم کو چُن چُن کر ہلاک کیا جا رہا ہے۔ پاک فوج کے افسروں اور جوانوں ہی کو نہیں، بچوں کو بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اب تو گنتی کرنا بھی دشوار ہے کہ کون سے گروہ کا ہدف کون ہے؟ اور ہمارے ماہرین، بیوروکریٹس اور خصوصًا ایجنسیوں سے تعلق رکھنے والے حاضر یا سابق افسران، حسبِ عادت ایک ہی رٹ لگائے رکھتے ہیں کہ ان بھیانک جرائم کا ارتکاب کرنے والے ''را'' کے ایجنٹ ہیں۔ ''موساد'' کے ایجنٹ ہیں اور زیادہ احتیاط کریں تو کہہ دیتے ہیں اس دہشت گردی میں بیرونی ہاتھ ہے۔ یہ الزامات ہم نصف صدی سے سُن رہے ہیں۔ ''را'' اور ''موساد'' کے یہ ایجنٹ اگر پاکستان میں متحرک ہیں تو اب تک کتنے پکڑے گئے ہیں؟ اگر پکڑے گئے تو وہ کہاں ہیں؟ میجر عامر نے موساد کا ایک ایجنٹ پکڑا تھا تو انہوں نے بتا دیا تھا کہ فلاں نام کا شخص موساد کے لئے کام کر رہا تھا، جسے ہم نے گرفتار کر لیا۔ جو ایجنٹ ملک کے اندر سرگرم ہوں ان میں سے کچھ تو پکڑے جا سکتے ہیں۔ جس یقین اور تواتر کے ساتھ اُن ایجنٹوں کا حوالہ دیا جاتا ہے، اگر واقعی اتنی بڑی تعداد میں یہاں موجود ہیں تو اب تک صرف ایک ہی کیوں پکڑا جا سکا۔ اور اگر زیادہ پکڑے گئے تو عوام سے چھپائے کیوں جا رہے ہیں؟ ہمیں بھی تو پتہ چلے کہ ہماری ایجنسیاں کیا کارنامے انجام دے رہی ہیں۔ ہمیں تو صرف یہی پتہ ہے کہ منتخب حکومتوں کو توڑنے اور سیاسی جماعتوں کے اندر گروہ بندی کرنے میں ان کا ریکارڈ بہت اچھا ہے۔ جن لوگوں نے لاہور میں خون کی ہولی کھیلی، انہوں نے مشکلات میں گھرے ہوئے پاکستان کے لئے ایک اور مشکل کھڑی کر دی ہے۔ مَیں نہیں جانتا عالمی برادری اس سانحہ پر کیا ردّ عمل ظاہر کرتی ہے؟ لیکن چند ہفتوں میں کوئی نہ کوئی ایسا قدم ضرور اُٹھایا جائے گا جو ہمارے لئے تکلیف دہ ثابت ہو۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ مئی ۲۰۱۰ء صفحہ ۹، بحوالہ روزنامہ ''الفضل'' 14 جون 2010)

وہ دوپہر جو رات سے کہیں زیادہ تاریک ثابت ہوئی

جناب حفیظ خان صاحب اپنے کالم ''دریدہ دل'' میں ''گڑھی شاہو کو بھی نظر لگ گئی'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

کیا خبر تھی کہ وہ دوپہر بھی کبھی لوٹ کر نہیں جائے گی۔ خدا جانے اس کی کسک دل پریشاں کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ وہ دوپہر رات سے کہیں زیادہ تاریک ثابت ہوئی ......ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی جنگ شروع ہو چکی ہو اور جب یہ ختم ہوئی تو درجنوں پیارے اپنوں سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو چکے تھے۔ وہ کون تھے......؟ ان کا مذہب کیا تھا؟ اس کا جواب صرف ایک جملے میں، وہ صرف پاکستانی تھے۔ یہ ایک جملہ ہر کہانی پر بھاری ہوگا۔ وہ لوگ جو کبھی کہتے ہیں کہ یہ ہماری جنگ نہیں، انہیں کتنی موتوں کے بعد اس پر یقین آئے گا......

سیاسی دنیا کی اس قسم کی ''زمین' پر رہنے والوں کے اندر کئی آسمان بھی ہوتے ہیں۔ کل تک یہ کس کی جنگ تھی، عرض ہے کہ وہ کل تو گزر چکی ہے۔ آج کو دیکھیں۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اپنی آنکھوں کو کھولنا ہوگا۔ پھر جا کر کہیں اپنے خون کی پہچان ہو سکے گی۔ کیسے کیسے افسانوں اور ترانوں سے ہمیں گمراہ کیا جاتا ہے۔ معصوم اور مظلوم لوگوں کے جذبات کے ساتھ کھیلنا بھی کسی گناہ کبیرہ سے کم نہیں ہوتا۔ لیکن ہمارے بڑوں کو یہ کون سمجھائے۔ انہوں نے ہر حال میں اپنے ''ایجنڈے'' کو پورا کرنا ہے۔ ان لوگوں کی تقاریر، تصاویر...... ایک چہرے پر کئی چہرے۔ شاید انہیں خود بھی اپنے اصلی چہرے کا علم نہ ہو لیکن عوام ایک نہ ایک دن ان کی ''نقاب کشائی'' ضرور کریں گے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عوام کو زخم لگا کر وہ انہیں نڈھال کر دیں گے، ان کے حضور احمد ندیم قاسمی کا ایک شعر عرض ہے :

چارہ سازوں سے الگ ہے مرا معیار کہ میں
زخم کھاؤں گا تو کچھ اور سنور جاؤں گا

......تین دن پہلے ہی 100 سے زائد بے گناہ پاکستانی اسکی بھینٹ چڑھ گئے۔ اب تو گورنر صاحب کو بھی رسمی بنا دیا گیا ہے۔ اس پر بھی انہیں برداشت نہیں کیا جا رہا۔ اب کس کا قصور ہے۔ کل گورنر اور آج وزیر اعلیٰ کا نام لے کر عوام کے زخموں پر کب تک نمک چھڑکا جاتا رہے گا۔ دہشت گردی صرف ان دونوں کا نہیں بلکہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ سچ تو یہ کہ اس کے ''جشن'' میں اب پوری دنیا بھی شامل ہو چکی ہے۔ ہمارے پاس بھی اب ایک ہی راستہ بچا ہے کہ اس کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے کے لئے ہر کسی کو اپنی اپنی اینٹ لگانی ہوگی...... پیارے گڑھی شاہو کو بھی اب اس کی نظر لگ گئی ہے۔ یہ دیکھ کر بہت دل کڑھتا ہے کہ اب کن باتوں سے اسے ''شہرت'' ملنے لگی ہے۔ بہرکیف باتیں بہت ہیں لیکن اس دوپہر نے کہیں اس کے یہ زخم ''سدا بہار'' ہی نہ بن جائیں، دل تو پہلے ہی دریدہ ہے۔ آخر اس بدنصیب دوپہر کے نام امید فاضلی کا ایک شعر ہے :

اے دوپہر کی دھوپ بتا کیا جواب دوں
دیوار پوچھتی ہے کہ سایہ کدھر گیا

(روزنامہ ایکسپریس مورخہ 31 مئی 2010ء بحوالہ روزنامہ 'الفضل' ربوہ، 22 جون 2010)

افسوس مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب ناظر بیت المال خرچ وفات پاگئے
انا للہ وانا الیہ راجعون!

قارئین بدر کی خدمت میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب ۱۳ جون بروز اتوار رات ساڑھے نو بجے اسکارٹ ہاسپٹل امرتسر میں بعد مختصر علالت وفات پاگئے۔ چند ماہ قبل آپ گردوں کے فیل ہوجانے کے باعث بیمار ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کا علاج ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو افاقہ ہوگیا لیکن وفات سے چند دن قبل پھر آپ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ چنانچہ آپ کو ہسپتال میں داخل کیا گیا اور تقدیر الٰہی غالب آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۵۳ سال تھی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 18 جون میں محترم ڈاکٹر صاحب کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو تیس سال تک سلسلے کی خدمات کی توفیق ملی۔ اس عرصہ میں آپ نے بحیثیت نائب ناظم وقف جدید، نائب ناظر نشر واشاعت، نائب ناظر بیت المال خرچ۔ ناظر تعلیم اور ناظر بیت المال خرچ کے طور پر خدمت سرانجام دی۔ چار سال تک آپ بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بھی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ اسی طرح نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت بھی خدمت کی توفیق ملی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ جون میں مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

قادیان میں مرحوم کی نماز جنازہ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں پڑھائی اور حضور کے ارشاد کے تحت آپ کی تدفین قطعہ نمبر ا کے حصہ ۵ میں عمل میں آئی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے اہلیہ، دو بیٹے بعمر 17 و 9 سال اور ایک بیٹی جس کی عمر 21 سال ہے، یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آپ کی اہلیہ اور بچوں بالخصوص معمر والد محترم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام پسماندگان کا حامی وناصر ہو۔

ادارہ بدر مرحوم کے پسماندگان بالخصوص آپ کے والد محترم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش اور برادران آپ کی اہلیہ اور بچوں سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ (ادارہ)

بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں — ان پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اِک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر — اس کی ہستی سے دی ہے پختہ خبر
کُوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں مَیں بیاں — وہ تو دیتا ہے جاں کو ادراک جاں
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر — اس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا — اس کے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اس کی یاد آتی ہے — یاد سے ساری خلق جاتی ہے
سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے — دل سے غیر خدا اٹھاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک — ہے خدا سے خدا نما وہی ایک

ہم نے پایا خورِ ہُدیٰ وہی ایک
ہم نے دیکھا ہے دل رُبا وہی ایک

(از: براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۹۹-۳۰۰ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۳ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

مکرم غلام مصطفیٰ صاحب ساکن چودہ کلاٹ اڑیسہ کا ذکر خیر

افسوس! مکرم غلام مصطفیٰ صاحب ساکن چودہ کلاٹ اڑیسہ ۷/اپریل ۲۰۱۰ کو ۸۹ سال کی عمر میں کٹک میں وفات پاگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے آباؤ اجداد سندھ (پاکستان) سے تقریباً ۳۰۰ سال قبل لکھنؤ اور وہاں سے اڑیسہ آکر بس گئے تھے۔ آپ ۱۱ سال کے تھے کہ آپ کے والد صاحب نے احمدیت قبول کی۔ اگرچہ کہ آپ کے نانا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ابتدائی زمانہ خلافت میں احمدیت قبول کرچکے تھے لیکن آپ نے ۱۵ سال کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں ۳۶-۱۹۳۵ میں احمدیت قبول کی۔ بیعت سے قبل آپ کو مشہور سائیکل سیاح مکرم قریشی محمد حنیف صاحب کشمیری سے قرآن مجید پڑھنے اور تربیت حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ ایک موقعہ پر مکرم قریشی صاحب موصوف کو چودہ کلاٹ میں تبلیغ کرتے ہوئے دشمنوں نے بہت پیٹا اسی طرح آپ کو بھی مارا یہ مخالفین بعد میں خدائی گرفت میں آکر تباہ ہوئے۔ آپ کے خلاف بھی کئی سازشیں کی گئیں مگر سب ناکام ہوئیں۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد آپنے پوسٹ آفس میں ملازمت اختیار کی اور ریٹائرمنٹ سے قبل اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ ملازمت کے دوران جس جگہ آپ گئے وہاں ہردلعزیز رہے۔ سونگھڑہ کے ایک معزز فدائی احمدی کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ والدین کی نیک تربیت اور دعاؤں کے طفیل آپ کے بچوں نے اعلیٰ تعلیم پائی اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ موصی تھے صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گذار تھے۔ شدید کمزوری اور ضعف میں بھی روزہ نہ چھوڑتے شدید دھوپ میں بھی نماز جمعہ پڑھنے مسجد ضرور جاتے جو رہائش گاہ سے کافی دور تھی۔ آپ کو سچی خوابیں بھی دکھائی جاتیں۔ لمبا عرصہ سیکرٹری تبلیغ وزعیم انصار اللہ رہے۔ ایک سال صوبائی ناظم انصار اللہ بھی رہے۔ باوجود احمدی ہونے کے کٹک کی اردو لائبریری کے کئی سال تک لائبریرین رہے۔ خود بھی جماعت کے کاموں میں جوش وجذبہ سے حصہ لیتے اور بچوں کو بھی اس کی ترغیب دلاتے۔ جب آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب (حال انچارج نور ہسپتال قادیان) نے سرکاری ملازمت چھوڑ کر اپنے آپ کو وقف کرنا چاہا تو بہت خوشی کا اظہار کیا۔ جماعت کے فدائی تھے اور خلفاء کرام سے بہت محبت کرتے۔

۱۹۸۹ میں لندن جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کی۔ اور ۲۰۰۵ء میں باوجود شدید کمزوری اور علالت کے قادیان آکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ مرکزی نمائندگان اور مبلغین کا احترام اور مہمان نوازی کرکے خوش ہوتے۔ رشتہ داروں اور اقرباء کے حقوق کا خاص خیال رکھتے۔ کسی کی تکلیف برداشت نہ کرسکتے۔ اپنی پنشن کا خاص حصہ غریبوں، ضرورت مندوں اور مریضوں پر مخفی طور پر خرچ کرتے۔ وفات سے قبل امیر صاحب جماعت احمدیہ کو ایک خطیر رقم اس غرض سے دے گئے کہ اگر کسی کو اچانک علاج کے لئے ضرورت پڑ جائے تو بشرط واپسی دے دینا۔ ۸/اپریل کو کٹک کے احمدیہ قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ جس میں اڑیسہ کی ۲۰ جماعتوں اور حیدرآباد، دہلی وقادیان سے کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ ۲۹/اپریل کو حضور ایدہ اللہ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑہائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ کی اہلیہ بہت ضعیف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی درازی عمر عطا فرمائے آمین۔ (ادارہ)

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان :2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

☆...... سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ اپریل ۲۰۱۰ء بروز جمعرات بوقت ۱۱ بجے صبح بمقام مسجد الفضل لندن درج ذیل تفصیل سے نماز جنازہ پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر : مکرم نصرت فوزیہ سمیع صاحبہ (بنت مکرم عبدالسمیع قریشی صاحب۔ آف جرمنی) ۲۶ اپریل کو اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر سید شفیع احمد دہلوی صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی اور مکرم سید فیاض علی صاحب ہاشمی اجمیری کی پوتی تھیں۔

نمازہ جنازہ غائب: ☆...... مکرم غلام مصطفیٰ صاحب (آف اڑیسہ انڈیا) ۷/ اپریل کو اڑیسہ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نہایت مخلص، غریبوں کے ہمدرد اور وفا کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء سے والہانہ عشق سھا۔ آپ نے اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ آپ کے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب نور ہسپتال قادیان میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔

☆...... مکرم اے کے رضاء الکریم صاحب (آف ڈھاکہ بنگلہ دیش) یکم اپریل ۲۰۱۰ء کو ڈھاکہ کے ہسپتال میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ۱۹۶۳ء میں احمدیت قبول کی۔ سینٹرل بینک بنگلہ دیش کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کی اور مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل بنگلہ دیش میں سیکرٹری امور عامہ کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ نہایت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۳ بیٹیاں اور ۲ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆...... مکرم چوہدری ناصر احمد باجوہ صاحب (داتا زید کا ضلع سیالکوٹ) ۱۵ جنوری ۲۰۱۰ء کو ۴۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، مہمان نواز اور جماعتی نظام کی پوری اطاعت کرنے والے مخلص انسان تھے۔ آپ نے صدر جماعت اور امیر حلقہ داتا زید کا کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی اور بڑے اخلاص کے ساتھ ان ذمہ داریوں کو نبھایا۔

☆...... مکرم ڈاکٹر محمد ظفر کلیم صاحب (کوٹلی آزاد کشمیر) ۲۸/ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو ۸۰ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے جماعت احمدیہ کوٹلی میں زعیم مجلس، ناظم انصار اللہ اور کنسٹرکشن کمیٹی کے ممبر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والے غیرت مند اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔ دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا اور چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ پسماندگان میں ایک اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ۵ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆...... سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۶ مئی ۲۰۱۰ بوقت ۱۲ بجے صبح۔ بمقام مسجد الفضل لندن درج ذیل تفصیل سے نماز جنازہ پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر: مکرم مرزا محمد انور صاحب (آف مجم) ۲۳ اپریل ۲۰۱۰ء کو بعارضہ ہارٹ اٹیت ۸۶ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد حضرت میاں محمد اشرف صاحب اور دادا حضرت میاں سراج دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور نظام جماعت کی پوری اطاعت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب: ☆...... مکرم عبدالرشید خان صاحب ابن مکرم عبدالکریم خان صاحب آف خوشاب ۱۰ اپریل کو ربوہ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے پٹواری سے تحصیلدار تک ترقی کی اور ہمیشہ نہایت دیانتداری کے ساتھ اپنی پیشہ وارانہ خدمات سرانجام دیں۔ اس لئے غیر متعصب افسران انہیں بہت پسند کرتے تھے۔ آپ دارالعلوم وسطی ربوہ کے صدر محلّہ نیز مضافاتی کمیٹی صدر عمومی ربوہ کے ممبر رہے۔ نہایت صلح جو، تہجد گزار، نمازوں کی پابندی کرنے والے اور باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے نیک اور ہمدرد انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبدالسمیع خان صاحب (ایڈیٹر الفضل ربوہ) کے والد اور مکرم ظہیر احمد خان صاحب (انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر PS لندن) کے خسر تھے۔

☆...... مکرم حمید حسن منور صاحب ابن مکرم محبوب الحسن صاحب مرحوم آف لاہور ۲۹ مارچ کو ۷۰ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اڑھائی سال سے فالج کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ بیماری کا یہ عرصہ آپ نے بڑے صبر و تحمل سے گزارا۔ مرحوم باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ پنجوقتہ نماز اور روزانہ تلاوت کی سختی سے پابندی کرتے۔ مرحوم موصی تھے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مولانا عبدالرحیم صاحب درد مرحوم کے داماد اور مکرم محمود احمد اشرف صاحب، استاد جامعہ احمدیہ ربوہ کے خسر تھے۔

☆...... مکرمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی عبدالخالق صاحب مرحوم چک سکندر ۲۲ مارچ کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ انتہائی صابر و شاکر اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی نیک خاتون تھیں۔ ۱۹۸۹ء میں مخالفین نے جب چک سکندر میں احمدیوں کے گھر جلائے تو آپ کا گھر بھی اس میں جلایا گیا مگر زبان پر کوئی شکوہ نہ لائیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑ ہیں۔

☆...... مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ریٹائرڈ معلم وقف جدید۔ ربوہ۔ ۱۱ مارچ کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے بچپن میں قادیان میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں بھی خدمت کی توفیق پائی اور بعد میں فرقان فورس میں رہے اور پھر لمبے عرصہ تک وقف جدید کے معلم کی حیثیت سے بھی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ آپ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

☆...... مکرمہ نواب بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم سردار محمد صاحب۔ بیلدار ناصر آباد فارم۔ ۱۶ اپریل کو ۸۰ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص تعلق تھا۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆...... مکرم قاضی عزیز احمد صاحب ابن مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری۔ مرحوم جرمنی ۱۴/ ۱۵ اپریل کی درمیانی رات کو طویل علالت کے بعد جرمنی میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مسجد اقصیٰ ربوہ اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لاؤڈ سپیکر کے انتظام کی ڈیوٹی سرانجام دیا کرتے تھے۔ پھر جرمنی منتقل ہوگئے تو وہاں جرمنی میں بحیثیت صدر جماعت خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور آٹھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆...... مکرم شیخ عبدالکریم صاحب آف کینیڈا۔ ۱۱/ اپریل کو ۹۲ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت شیخ عبدالحق صاحب کے بیٹے تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بطور ٹیچر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم و صلوۃ کے پابند، سلسلہ کے فدائی اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ آپ مکرم شیخ عبدالواحد صاحب مبلغ سلسلہ فجی کے چھوٹے بھائی تھے اور موصی تھے۔

☆...... سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹ مئی ۲۰۱۰ بوقت ۱۲ بجے صبح بمقام مسجد الفضل لندن درج ذیل تفصیل سے نماز جنازہ پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر: مکرمہ صفیہ ثریا صاحبہ اہلیہ مکرم صلاح الدین فاتح صاحب مرحوم ۱۵ مئی کو ۸۶ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت ڈاکٹر گوہر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ ان کا خاندان ۱۹۶۰ء کی دہائی میں یوکے آیا۔ بہت اخلاص اور محبت کے ساتھ جماعت سے وابستہ رہیں اور بچوں کی اچھے رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔

نماز جنازہ غائب: ☆...... مکرم ملک عطاء محمد منگلا صاحب (چک ۱۵۲ شمالی ضلع سرگودھا) ۱۵ مئی ۲۰۱۰ء کو چک نمبر ۱۵۲ شمالی ضلع سرگودھا کی احمدیہ مسجد سے پولیس نے کلمہ طیبہ مٹانا چاہا۔ اس مقصد کیلئے جب پولیس وہاں پہنچی تو مکرم ملک صاحب جو دل کے مریض تھے مسجد آگئے اور اسے اندر سے بند کروا کر خود اس کے باہر کرسی پر بیٹھ گئے اور کہاں کہ میری جان چلی جائے گی لیکن کلمہ نہیں مٹے گا اور اس دوران کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے۔ بعد ازاں پولیس تو واپس چلی گئی لیکن ان پر دل کا شدید حملہ ہوا فوراً ہسپتال لے جانے کیلئے گھر منتقل کیا گیا۔ گھر میں بھی کلمہ کا ورد کرتے رہے۔ جب ہسپتال لے کر جارہے تھے تو رستہ میں ہی اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ موصی تھے اور بڑے مخلص فدائی، نڈر اور سلسلہ کے عاشق نیک بزرگ انسان تھے۔

☆...... مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری نبی احمد صاحب چیمہ درویش قادیان۔ ۲ دسمبر ۲۰۰۹ء کو ۹۲ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اپنے مرحوم شوہر کی وفات کے بعد جتنا عرصہ قادیان میں رہیں بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ وقت گزارا اور احسن رنگ میں بچوں کی تربیت کی۔ آپ کو قرآن کریم کا بہت سا حصہ زبانی یاد تھا۔ خلافت سے بہت عقیدت کا تعلق رکھتی تھیں۔ نماز کا ہمیشہ خاص اہتمام کرتیں اور چندہ جات بروقت ادا کیا کرتی تھیں۔ نظام جماعت اور سلسلہ کے وقار کا ہمیشہ خیال رکھتیں۔ رشتہ داروں اور غریبوں کی ہمدرد اور غمگسار تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

☆...... مکرم الحاج محمد مطیع الرحمٰن صاحب واقف زندگی ڈھاکہ۔ ۲۴ جنوری ۲۰۱۰ء کو تقریباً ستر سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ۱۹۵۹ء میں خود بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ مرحوم بہت محنتی، پرجوش داعی الی اللہ اور علمی مزاج رکھنے والے بزرگ انسان تھے۔ آپ نے لمبا عرصہ مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو سب سے بڑا اعزاز یہ ملا کہ آپ نے قرآن کریم کے بنگلہ ترجمہ کی اشاعت کی معاونت کی۔ نیز آپ نے بہت سی کتب بھی تصنیف کیں اور کئی کتب کا اردو سے بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۲ بیٹیاں اور ۲ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم احمد طارق مبشر صاحب بنگلہ ڈیسک یوکے میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

☆...... مکرم رضاء الکریم صاحب آف ڈھاکہ، یکم اپریل ۲۰۱۰ء کو ۵۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ۱۹۶۳ء میں بیعت کی اور جماعت سے ساری زندگی وفا اور اخلاص کا تعلق رکھا۔ ڈھاکہ جماعت میں مختلف حیثیتوں سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆...... مکرمہ راشدہ خانم صاحبہ اہلیہ مکرم اسرار احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ دارالعلوم شرقی ربوہ ۹ جنوری ۲۰۱۰ کو ۳۰ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے عائشہ دینیات اکیڈمی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حلقہ اور لجنہ اماء اللہ مقامی کی سطح پر مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ گھر میں چھوٹے بچوں کی کلاس بھی لیتی رہیں اور انہیں خود قرآن کریم پڑھاتی تھیں۔ مرحوم بڑی نیک دعا گو، انتہائی صابر و شاکر، مہمان نواز، خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی اور خلافت سے گہری وابستگی اور وفا کا تعلق رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

☆...... مکرم ڈاکٹر قریشی محمد عابد صاحب آف شاہجہانپور انڈیا: ۱۵ مئی کو ۸۴ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے صدر جماعت اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ ۲۰۰۰ء میں فیملی کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان آکر آباد ہوگئے۔ نہایت نیک، عبادت گزار اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک داماد مکرم جمیل احمد صاحب ناصر ایڈووکیٹ قادیان میں ایڈیشنل مشیر قانونی اور دوسرے داماد مکرم ادریس احمد صاحب اسلم افسر محاسب ہیں۔

☆...... مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب ابن مکرم شیخ غلام محمد صاحب۔ اوکاڑہ ۲۳ دسمبر ۲۰۰۹ء کو ۶۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مخلص دیندار، غریبوں کے ہمدرد اور رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ سلسلہ اور خلافت سے ہمیشہ سچی محبت اور کامل اطاعت کا نمونہ پیش کرتے رہے۔ موحوم موصی تھے۔

☆...... مکرمہ اختر النساء صاحبہ اہلیہ ملک بشیر احمد صاحب مرحوم۔ لاہور۔ ۴ مئی ۲۰۱۰ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہت نیک، دعا گو اور مہمان نواز مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے صدر لجنہ حلقہ خیابان سرسید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم شیخ کریم الدین صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع بہاولنگر کی خوش دامن تھیں۔

☆...... مکرمہ امۃ العزیز رانجھا صاحبہ (اہلیہ مکرم اکرام اللہ رانجھا صاحب۔ جرمنی۔ ۱۴ اپریل ۲۰۱۰ کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنے حلقہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت مخلص انتہائی صابر و شاکر اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ نے بچوں کی بہت اعلیٰ رنگ میں تربیت کی اور اللہ کے فضل سے سب بچے مختلف جماعتوں خدمتوں کی توفیق پارہے ہیں۔

☆...... سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰ مئی ۲۰۱۰ء قبل نماز ظہر بمقام مسجد الفضل لندن درج ذیل تفصیل سے نماز جنازہ پڑھائیں۔

نماز جنازہ حاضر: مکرم چوہدری عبدالوہاب صاحب (برمنگھم ایسٹ) ۱۹ مئی کو ۶۷ سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت دیندار، مخلص اور جماعت کے ایک فعال کارکن تھے۔ مسجد دارالبرکات برمنگھم کی تعمیر کے موقعہ پر وقار عمل کی توفیق پائی۔

نماز جنازہ غائب: ☆...... مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سابق امیر ضلع لودھراں: ۱۷/ اپریل ۲۰۱۰ء کو مختصر علالت کے بعد ۸۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مہمان نواز، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ ۱۶/۱۷ سال سے آپ پر 295/298C کے تحت مقدمہ چل رہا تھا۔ مسجد میں کلمہ مٹانے کیلئے جب پولیس آئی تو انہوں نے مزاحمت کی جس پر انہیں ہتھکڑی لگا کر بہاولپور جیل بھجوا دیا گیا اور اپنی زندگی کے آخری ایام تک عدالتی پیشیاں بھگتتے رہے۔ بار بار عدالت جانے کی وجہ سے ان کی صحت پر بھی برا اثر پڑا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

☆...... مکرم مشتاق احمد شاکر صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر چک نمبر ۱۳۵ سمندری، ۵ مئی کو ۷۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھی۔ نمازوں کے پابند، خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ آپ نے اپنی جماعت میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے بیٹے حافظ حافظ ھبۃ الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ خلاصہ خطاب از صفحہ نمبر : 1

ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپسی رشتوں کو بھی مفید اور مضبوط کرنا ہوگا اور یہ وہ امور ہیں جو آخرت کی جنت کی ہی ضمانت نہیں بلکہ اس دنیا کی جنت کی ضمانت بھی بن جاتے ہیں۔

فرمایا: ایک مقام پر مومنین کی شان میں فرمایا رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ ابھی لاہور کے حالیہ سانحہ میں ہمیں یہ محبت کے نظارے نظر آئے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ ہر احمدی کے دل کو اس واقعہ نے بے چین کر دیا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کیا کوئی تمہارا قریبی عزیز فوت ہوا ہے تو ہر ایک کا جواب یہ ہے کہ یہ تو ہمارے اپنے ہی تھے۔ اور یہ صرف پرانے احمدیوں کا ہی حال نہیں ہے بلکہ افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بسنے والے احمدیوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہر ایک کے چہرے پر ایک ہی طرح کی بے چینی نظر آ رہی تھی۔ تمام دنیا میں ایک ہی طرح کی رقت کے نظارے مساجد میں دیکھے گئے ۔ اور یہ وہ انقلاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی بیعت میں آ کر ہمیں عطا ہوا ہے ۔ یہ جذبات عارضی جذبات نہیں ہونے چاہئیں بلکہ ان کو دائمی بنانا ہوگا۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ اور یاد رکھو کہ اگر حقیقی جنت کی تلاش ہے تو نہ صرف خود نیکیوں میں آگے بڑھنا ہوگا بلکہ نیکیوں کو سرانجام دینے میں ایک دوسرے کے معاملات کے نگران بنیں ۔ ایک دوسرے کے حقوق کی نگرانی کریں۔

فرمایا: اگر اس تعلق میں جماعتی عہدیداران اپنے نمونے قائم کریں گے تو پچاس فیصد اصلاح تو اسی طرح ہو جائیگی ۔ پس مومن اور مومنات بننے کیلئے ضروری ہے کہ آپسی نفرتوں اور کدورتوں کو دلوں سے نکال پھینکا جائے ۔ اپنے اندر وہ انقلاب پیدا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ بنیان مرصوص بننے کیلئے ایک دوسرے کا دل جیتنے کی ضرورت ہے ۔ تبھی ہم اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کر سکیں گے۔

پس ہر عورت ہر مرد اور ہر جوان اور ہر بوڑھا اپنے جائزے لے تو آپ ایک جنتی معاشرہ قائم کرنے والے بن جائیں گے اور ہمارے آپس کے معاملات میں ایک خوبصورتی نظر آئے گی اور کوئی بد فطرت جماعت کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور جب یہ کام اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ہوگا تو اس دنیا کی جنت کے بھی ہم وارث بنیں گے اور اگلی دنیا کی جنت کے بھی وارث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا ہے کہ جنتیوں کیلئے مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً یعنی پاک رہائش گاہیں ہونگی تو اس کے لئے ہمیں پاک نفس ہونا بھی ضروری ہے ۔ اپنے دل کے گھر کو شیطان سے پاک کرنا ضروری ہے تبھی ہم ہر شر کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر عورتیں اپنا کردار ادا کرنے کا عہد کر لیں تو گھروں کی بہترین محافظ بن سکتی ہیں اور بچوں کی اچھی تربیت کر سکتی ہیں لیکن مردوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صرف عورتوں کا ہی کام نہیں بلکہ مردوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ پس اگر جنت میں پاک گھر بنانے ہیں تو ہمیں اس دنیا میں بھی پاک گھر بنانے کے نمونے پیش کرنے ہونگے ۔ ذاتی مفادات کی بجائے جماعتی مفادات کو سامنے رکھنا ہوگا۔ آج جبکہ مخالفت کی وجہ سے سب کا دل نرم ہے تو ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔

اگلا کام مومنین کا یہ ہے کہ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں۔ پس یہ نیکیوں کی پُرزور تلقین مومن ایک دوسرے کو بھی کرتے ہیں۔ اگر ماں باپ خود نیکیوں کی طرف توجہ دینے والے نہیں تو بچوں کو کس طرح تلقین کر سکتے ہیں ۔ اگر عہدیداران خود نیک اعمال نہیں بجالاتے تو دوسروں کو کس طرح نصیحت کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارے داعی الی اللہ خود باعمل نہیں تو دوسروں کو کس طرح تبلیغ کر سکتے ہیں ۔ پھر فرمایا: وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ یعنی مومن برائیوں سے روکنے والے ہیں ۔ اس میں سب سے پہلے تو اپنا نفس ہے جس کی اصلاح کرنی ہوگی تبھی ہم دوسروں کی اصلاح کر سکتے ہیں ۔ فرمایا: جب ہمارے اندر کا مومن جاگ جائے گا تو زمانے کی اصلاح کا دعویٰ دل کی بے چین آواز بن کر ظاہر ہوگا۔ ہم نے اپنے لئے ہی جنت نہیں حاصل کرنی بلکہ دنیا کو جنت کے راستے دکھانے ہیں ۔ اور اس بات کو ہر احمدی مرد و عورت کو اپنے اندر راسخ کرنا چاہئے ۔ اس سے ہم دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والے بن جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی ماؤں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جنت آپ کے قدموں میں یونہی نہیں رکھ دی گئی ۔ یہ اس لئے ہے کہ آپ جنت کی طرف لے جانے والی ہیں ۔ پس یاد رکھیں! جنت صرف مومنہ ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ پھر فرمایا کہ حقیقی مومن قیام نماز کرتے ہیں۔ پس ہر مومن مرد و عورت کا فرض ہے کہ قیام نماز پر عمل کرے ۔ پھر قیام نماز یعنی وقت پر نمازوں کی ادائیگی بھی ہے۔ جب مائیں وقت پر نماز پڑھیں گی تو اولاد پر اس کا اثر ہوگا۔ اللہ نے دونوں مرد و عورت کو کہا ہے کہ وہ فجر کی نماز میں ایک دوسرے کو جگاویں۔ پس یہ جگانا دونوں کے فرائض میں داخل ہے۔ پھر فرمایا وہ زکوۃ ادا کرتے ہیں اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت اس پر عمل کرنے والی ہے۔ یہ وہ اعمال ہیں جن کے نتیجہ میں ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے نظارے دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اور ہماری نسلیں اس کی رضا کو حاصل کرنے والی ہوں۔☆

اخبار بدر کے مضامین اور کالموں کے متعلق اپنی آراء اور مفید مشورہ جات ضرور ارسال کریں

نیز قارئین کرام badrqadian@rediffmail.com پر بھی feedback ارسال کر سکتے ہیں (ایڈیٹر)

بقیہ مضمون ’’ فضائل قرآن مجید‘‘ از صفحہ نمبر ۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ آیت قرآنی: اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل آیت ۱۰)

ترجمہ :: یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے۔ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

قیامت تک قائم رہنے والی سیدھی راہ جو ہے قرآن کریم اس کی طرف ہدایت کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت تک ہر آنے والی نسل جو نئے مسائل لے کر پیدا ہوگی، ان کا حل اس میں موجود ہے۔ (یہ بڑا اہم نکتہ ہے) ہر نسل انسانی نئے مسائل لیکر پیدا ہوتی ہے۔ ہر نسل انسانی کے نئے مسائل کو حل کرنے کی اور اس طور پر اُن کی فلاح اور بہبود کا سامان پیدا کرنے کی طاقت قرآن میں موجود ہے اور یہ محض دعویٰ ہی نہیں بلکہ اپنے سفر میں میں اس دنیا کو جو ابھی تک اسلام کے نور سے منور نہیں، اِس بات کا قائل کر دیتا ہوں کہ جو تمہارے مسائل ہیں اور جنہیں تم حل نہیں کر سکتے، انہیں قرآن کریم حل کرتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ دسمبر ۱۹۸۰)

الغرض قرآن مجید کے فضائل ایسے نہیں کہ اس پر تفصیلی روشنی ڈال کر سمجھائے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تنقضی عجائبہ یعنی قرآن کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ (کنز العمال جلد نمبر ۱ صفحہ ۹۵)

ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: نزول القرآن معجزۃ کہ نزول قرآن مجید ہی بفضلہ ایک عظیم معجزہ ہے۔

اس مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں واضح بیان فرماتے ہیں:

یا الٰہی یہ تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

افسوس! مکرم منیر احمد صاحب بانی آف کلکتہ وفات پا گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

افسوس! مکرم منیر احمد صاحب بانی ابن مکرم محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ ۱۴ جون ۲۰۱۰ کو صبح دس بجے بقضائے الٰہی ۸۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ آپ برین سٹوک کے باعث قریباً ڈیڑھ ماہ ہسپتال میں زیر علاج رہے۔

آپ نے بچپن قادیان میں گذارا اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم حاصل کی۔ حصول تعلیم کے بعد ۱۹۵۰ میں آپ کلکتہ واپس چلے گئے۔ آپ نے اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد ان کے خدمت خلق کے کاموں کو جاری رکھا۔ مرکز سے آنے والے نمائندگان کا خاص خیال رکھتے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کلکتہ میں اکثر آپ کے گھر قیام فرماتے اور آپ اپنے سب کام چھوڑ کر محترم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں مصروف ہو جاتے۔

مخلوق خدا کے لئے خاص درد رکھتے تھے ہمیشہ دوسروں کی بلا لحاظ مذہب وملت خدمت کرتے اور غرباء کی بہت مدد کرتے۔ مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہ کر بے لوث خدمات سرانجام دیں آپ کلکتہ میں قریباً ہر جماعتی جلسہ میں تقریر کرتے اور ۱۹۸۴ تک ہر سال قادیان کے جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے رہے۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ تبلیغ میں بہت دلچسپی تھی سوالوں کے تسلی بخش جواب دیتے۔ آپ نے اپنے پیچھے اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کا تابوت آپ کے بیٹے مکرم تنویر احمد صاحب بانی اور بھتیجے مکرم طاہر احمد صاحب بانی کلکتہ سے دہلی بذریعہ جہاز اور دہلی سے قادیان بذریعہ ایمبولینس لائے ۱۶ جون کو بعد نماز مغرب محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے جنازہ گاہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان اور عزیز واقربا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)

M/S ALLIA EARTH MOVERS

AEM

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

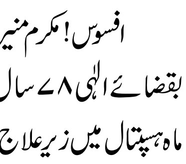

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

مضامین، رپورٹیں اور اخبار بدر سے متعلق اپنی قیمتی آراء اس ای میل پر بھجوائیں

badrqadian@rediffmail.com

بھارت کی مختلف جماعتوں میں
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۷ فروری کو یوم میلاد النبیؐ کے موقعہ پر بھارت کی مختلف جماعتوں اور ذیلی تنظیموں نے اپنے ہاں جماعتی روایات کے مطابق شاندار رنگ میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کئے جس میں کثیر تعداد میں مردوزن اور بچوں نے شرکت کی۔ مقررین نے جلسوں میں اس کورسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے۔ جلسوں کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن مجید سے ہوا اور آنحضرتؐ کی شان اقدس میں منظوم کلام پڑھے گئے۔ اسی طرح دوران جلسہ بھی نعتیں پڑھی گئیں۔ جلسوں کا اختتام دعا سے ہوا۔ اکثر جگہوں میں حاضرین کی ضیافت اور شیرینی تقسیم کی گئی جلسوں کے انعقاد کی خوشکن تفصیلی رپورٹیں بغرض اشاعت بدر موصول ہوئیں ہیں جنہیں نہایت اختصار سے ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ تمام شامل ہونے اور پروگراموں میں حصہ لینے والوں کو اپنے افضال وبرکات سے نوازے۔

سکندر آباد (آندھرا) ۲۷ مارچ کو مسجد نور میں مکرم سلطان محمد الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم عبداللہ بدر صاحب، مکرم حافظ سید رسول صاحب مبلغ سلسلہ اور صدر جلسہ نے تقریر کی۔ مسجد اور صحن کو خوبصورت جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔

شموگہ (کرناٹک) مکرم سید اللہ بخش صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم میر معراج صاحب، مکرم میر شفیع الرحمن صاحب، مکرم ایم شریف احمد صاحب، مکرم سید ذی شان احمد صاحب اور صدر جلسہ نے تقریر کی۔

قادر آباد (یوپی) جماعت احمدیہ قادر آباد وموسم پور سرکل بریلی نے مکرم آس فائز صاحب کی زیر صدارت جلسہ کیا۔ جس میں مکرم نسیل صاحب، مکرم فخر علی صاحب اور صدر جلسہ نے تقریر کی۔

کاگنور (کرناٹک) مکرم امین صاحب کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم محمد شریف صاحب معلم، مکرم دین صاحب نے تقریر کی۔ ہندو بھائی بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔

کاماریڈی و چندا پور (آندھرا) مکرم منیر احمد صاحب قائد مجلس کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم نور احمد صاحب معلم، مکرم وزیر احمد صاحب معلم، مکرم شیخ عمران صاحب معلم اور مکرم معین الدین صاحب نے تقریر کی۔

کالیکٹ (کیرلہ) مکرم سی این کویا صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم سی جی جمال الدین صاحب مبلغ سلسلہ اور صدر اجلاس نے تقریر کی۔

کٹک (اڑیسہ) مسجد احمدیہ میں مکرم طاہر احمد صاحب کلیم امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم سید رفیع احمد صاحب، مکرم سید خالد احمد صاحب، مکرم فیروز الدین خان صاحب اور صدر جلسہ نے تقریر کی۔ ایک روز قبل خدام نے وقار عمل کے ذریعہ مسجد اور قبرستان کی صفائی کی گئی اور مسجد کو سجایا گیا۔

کٹاکشہ پور (آندھرا) مکرم سید حیدر علی صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم حافظ محمد شریف صاحب معلم اور صدر جلسہ نے تقریر کی۔

کرڈا پلی (اڑیسہ) مکرم صدر صاحب کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم منتار محمد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ، مکرم سجاد احمد صاحب، مکرم شیخ احکام صاحب، مکرم رحمۃ اللہ صاحب معلم، مکرم مولوی عبدالحلیم صاحب، مکرم میر عبدالحفیظ صاحب مبلغ سلسلہ اور صدر جلسہ نے تقریر کی۔ اسی طرح حلقہ طاہر کے احباب نے طاہر مسجد میں جلسہ کیا۔ لجنہ اماء اللہ کرڈا پلی نے جامع مسجد میں اور حلقہ طاہر کی ممبرات لجنہ نے طاہر مسجد میں جلسہ کیا۔

کھجن (ہماچل پردیش) 4 مئی کو مکرم فخر دین صاحب کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم روشن دین صاحب نے تقریر کی۔

مرکل میتا (مہاراشٹر) مسجد احمدیہ میں مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم نمائندہ بدر کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم مولوی افتخار احمد صاحب مبلغ، مکرم ایس ایچ علی صاحب صدر جماعت بلار پور اور صدر جلسہ نے تقریر کی۔ مسجد کو خوبصورت بینروں سے سجایا گیا۔ غیراز جماعت دوستوں نے بھی جلسہ کی کاروائی سماعت کی۔

محبوب نگر (آندھرا) مکرمہ حلیمہ بیگم صاحبہ کے گھر جلسہ ہوا جس میں مکرمہ شاکرہ بیگم صاحبہ، عزیزہ آمنہ عصمت، عزیزہ تسنیم فاطمہ، عزیزہ، عزیزہ ریشمان سلطانہ، مکرمہ حور النساء صاحبہ نے تقریر کی۔

وڈمان (آندھرا) مکرم سید مبشر الدین صاحب زعیم مجلس انصار اللہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم فضل الدین صاحب، مکرم ایم مقبول احمد صاحب مبلغ سلسلہ، عزیز فیروز احمد صاحب اور صدر جلسہ نے تقریر کی۔ نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔

وڈمان لجنہ (آندھرا) 21 اپریل کو مکرمہ رضوانہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں عزیزہ نسرین بیگم، سمرین بیگم نے تقریر کی۔ بچیوں نے ایک ترانہ بھی پڑھا۔

ھسری (بہار) مسجد احمدیہ ہسری میں مکرم رمضان انصاری صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم فضل اللہ صاحب معلم، مکرم صدر اجلاس اور مبلغ سلسلہ نے تقریر کی۔ مسجد احمدیہ کے راستہ کو جھنڈیوں اور بینروں سے سجایا گیا۔

ھموسان (جموں) مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں دو تقاریر ہوئیں۔

یمنانگر (ہریانہ) 5 مارچ کو جماعت احمدیہ یمنانگر نے دار التبلیغ میں حضور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ تمام حاضرین نے سنا۔ بعد نماز مغرب جلسہ مکرم نذیر احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ہوا جس میں مکرم عبد الرحیم صاحب نے تقریر کی۔

تروپور تامل ناڈو میں ایک روزہ تربیتی کیمپ

جماعت احمدیہ تروپور نے ۲۷ مارچ کو ایک روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا۔ ایک روز قبل شام کو ہی انصار، خدام ممبرات لجنہ و ناصرات پہنچ گئی تھیں۔ حضرت امیر المؤمنین کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر سنا۔ بعد نماز مغرب وعشاء ایک تبلیغی نشست منعقد ہوئی جس میں مکرم بشارت احمد صاحب زونل امیر نارتھ تامل ناڈو اور مکرم کے محمود احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے خطاب کیا۔ ۲۷ مارچ کو باجماعت نماز تہجد ہوئی۔ ساڑھے دس بجے مکرم زونل امیر صاحب کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں مکرم ایم عبدالرحیم صاحب صدر جماعت نے مہمانان کو استقبالیہ پیش کیا اور مکرم امیر صاحب نے خطاب فرمایا۔ ناصرات الاحمدیہ نے ترانہ پیش کیا بعدہ مکرم مولوی مزمل احمد صاحب، مکرم حمید اللہ صاحب سہارنپوری نے تقریر کی۔ وقفہ کے بعد دوسری نشست ہوئی جس میں مکرم مولوی ٹی امیر الدین صاحب، مکرم ابوالحسن صاحب، مکرم نعیم احمد صاحب ناظم علاقہ انصار اللہ مکرم مولوی مسعود احمد صاحب اور آخر پر مکرم بشارت احمد صاحب صدر جلسہ نے خطاب کیا اور مکرم کے نذیر احمد صاحب قائد مجلس نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد یہ کیمپ اختتام پذیر ہوا۔ (ادارہ)

راماں بلاسپور میں دوروزہ تربیتی کیمپ

۱۳-۱۴ مارچ کو راماں بلاسپور سرکل موگا پنجاب میں دوروزہ تربیتی کیمپ منعقد ہوا۔ ۱۳ مارچ کو پہلا اجلاس خاکسار کی زیر صدارت بعد نماز ظہر شروع ہوا جس میں تلاوت ونظم کے بعد مکرم رفیق احمد صاحب معلم نے تقریر کی۔ مکرم لیاقت خان صاحب مکرم نصیب دین صاحب نے قبول احمدیت کے بعد ملنے والی برکات بیان کیں۔ بعدہٗ مکرم مولوی طفیل احمد صاحب سرکل انچارج موگا اور خاکسار نے ضروری تربیتی امور پر روشنی ڈالی۔

دوسرا اجلاس بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت مکرم فضل دین صاحب منعقد ہوا جس میں تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولوی رضوان احمد صاحب، مکرم فاروق احمد صاحب فرید معلم راماں منڈی نے سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر کی۔ ۱۴ مارچ کو صبح باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد احباب نے اجتماعی تلاوت کی بعدہٗ مختلف تربیتی امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ ۱۱ بجے اختتامی اجلاس مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد احباب نے عہد وفائے خلافت دہرایا۔ نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی رضوان احمد صاحب مبلغ سلسلہ اور خاکسار نے تقریر کی۔ درمیان میں ایک ترانہ پیش کیا گیا۔ بعدہٗ جناب گرچرن سنگھ صاحب سابق سرپنچ راماں بلاسپور نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد آج پہلی بار جماعت احمدیہ نے ایسا پروگرام پیش کیا۔ آپ نے آئندہ بھی ایسے پروگرام منعقد کرنے کیلئے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ صدر اجلاس کے خطاب اور شکریہ احباب کے بعد دعا کے ساتھ دوروزہ تربیتی کیمپ ختم ہوا۔ (نذیر احمد مشتاق مبلغ انچارج پنجاب)

نیشنل یوم تبلیغ منعقدہ 23 مئی 2010 کے تحت
جماعت احمدیہ قادیان کی مساعی

قادیان میں نیشنل یوم تبلیغ شایان شان طریقے سے منایا گیا۔ الحمد للہ۔ پروگرام کے مطابق مکرم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے صبح 8 بجے گلشن احمد کے صحن میں اجتماعی دعا کے ساتھ اس پروگرام کا افتتاح فرمایا۔

☆...... مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی نگرانی میں بس اسٹینڈ قادیان، نور ہسپتال قادیان، نزد مسجد دار الرحمت، ہرچووال، امرتسر ریلوے اسٹیشن، بٹالہ، گورداسپور اور پٹھانکوٹ میں تبلیغی سٹال لگائے گئے۔ بک سٹال کے لئے پہلے سے ہی بینر وغیرہ تیار کروائے گئے تھے۔ ان بک سٹالز کے ذریعہ تقریباً پانچ ہزار افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

☆...... قادیان میں محلوں اور لوگوں کے گھروں میں جاکر پیار محبت اور امن شانتی کا پیغام دینے کے لئے 8 حلقہ جات کے پندرہ گروپ بنائے گئے تھے جنہوں نے چیدہ چیدہ گھروں میں جاکر اس فریضہ کو ادا کیا۔ اس ذریعہ سے 119 گھروں کے 885 افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ لوگوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور پیغام دینے والوں کی خاطر مدارات بھی کیں۔ مستورات نے بھی ان وفود میں شرکت کی۔ الحمد للہ۔

☆...... قادیان کے گردونواح اور مضافات میں پیغام حق پہنچانے کے لئے احمدی ڈاکٹر صاحبان کے ساتھ ایک خادم اور ایک ناصر کی ڈیوٹی لگا کر 13 ٹیمیں بنائی گئیں تھیں جنہوں نے مختلف گاؤں میں جاکر افراد کو لٹریچر کے ذریعہ اور زبانی پیغام حق پہنچانے کا فریضہ ادا کیا اس طریق سے 5000 افراد تک پیغام حق پہنچا۔

☆...... قادیان میں دور دراز کے صوبوں سے آکر رہ رہے غیر احمدی احباب کو اس روز ایم ٹی اے دکھایا گیا۔ قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت کروائی گئی۔

متعدد اخبارات نے اس یوم تبلیغ کی خبریں شائع کیں۔ اس ذریعہ سے لاکھوں افراد تک پیغام حق پہنچا۔ جملہ پروگرام بہت کامیاب رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر اثرات ظاہر فرمائے۔ احباب جماعت خدام، انصار ممبرات لجنہ کے بھرپور تعاون کے علاوہ بعض افراد نے نمایاں طور پر خدمت انجام دی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین۔ (مبارک احمد چیمہ، صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 59 Thursday 8th July 2010 Issue No. 19

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
:65 Canadian Dollar

شہداء لاہور کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ رجولائی ۲۰۱۰ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :

آج بھی لاہور کے شہداء کا ذکر خیر ہوگا۔ پہلا نام مکرم عبد الرحمٰن صاحب شہید ابن مکرم جاوید اسلم صاحب کا ہے۔ شہید مرحوم نے اگست 2009ء میں بیعت کی تھی۔ میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ عمر 21 سال تھی۔ دار الذکر میں جام شہادت نوش کیا۔ جمعہ کے لئے مسجد دار الذکر میں باقاعدگی سے نماز کے لئے آتے تھے۔ ان کے ماموں نے مخالفت کی کہ ان کا جنازہ آبائی وطن میں پڑھا جائے گا لیکن خالہ نے کہا کہ شہید مرحوم نے وصیت کی تھی کہ اسے ربوہ لیکر جائیں۔ چنانچہ ربوہ میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ شہید مرحوم نے باوجود نومبائع ہونے کے بہترین استقامت کا نمونہ دکھایا۔ ایم بی بی ایس کے پہلے سال کے طالب علم تھے۔

مکرم نثار احمد صاحب شہید ابن مکرم غلام رسول صاحب۔ ان کے دادا صحابی تھے۔ امرتسر کے رہنے والے تھے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر 46 سال تھی۔ نظام وصیت میں شامل تھے۔ دار الذکر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ نماز جمعہ سے قبل ہمیشہ صدقہ دیتے تھے۔ تہجد اور نمازوں میں باقاعدہ تھے۔

مکرم ڈاکٹر اصغر یعقوب خان صاحب شہید ابن مکرم ڈاکٹر یعقوب خان صاحب۔ ان کے والد صاحب نے 1903 میں بیعت کی تھی۔ ان کے دادا، والد اور نانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ 25 راگست 1949ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 60 سال تھی۔ مسجد دار الذکر میں شہادت ہوئی۔ مرحوم صحیح معنوں میں انسانیت کی خدمت کرنے والے تھے۔

مکرم میاں محمد سعید دار صاحب شہید ابن مکرم حضرت میاں محمد یوسف صاحبؓ آپ گجرات کے رہنے والے تھے۔ پھر قادیان شفٹ ہوگئے۔ مسجد ٹاؤن ہال میں شہادت پائی۔ زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا گیا اور ہسپتال میں ہی شہید ہوئے۔ دُعا گو انسان تھے۔ مہمان نوازی آپ کا وصف تھا۔ 1971ء سے سوائے دو سالوں کے ہر سال مسلسل اعتکاف کیا۔

مکرم محمد یحییٰ خان صاحب شہید ابن مکرم ملک عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ۔ آپ کے والد صاحب اور دادا صحابی تھے۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب جٹؓ سابق ناظر اعلیٰ قادیان ان کے چچا تھے۔ 1930ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ان کے اکثر بھائی بہن فوت ہوجاتے تھے۔ بچپن میں یہ بھی جب بیمار ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور پنجابی میں عرض کیا کہ حضور یہ بھی جارہا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بچے کو گود لیا اور بچے کا نام شریف احمد سے بدل کر یحییٰ رکھ دیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے نہ صرف آپ نے لمبی عمر پائی بلکہ جام شہادت کے ذریعہ ابدی حیات پائی۔ آپ کی عمر 77 سال تھی۔ بیت النور ماڈل ٹاؤن میں شہادت کا مرتبہ پایا۔ دو بیٹے دار الذکر میں حفاظتی ڈیوٹی پر تھے۔ والد صاحب کی وفات کی خبر کے باوجود ڈیوٹی دیتے رہے۔ آپ ایک عرصہ سے سیکرٹری تعلیم القرآن رہے۔ اپنی پنشن کا بڑا حصہ غریبوں میں تقسیم کردیتے تھے۔ تہجد گزار اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے تھے۔

مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب شہید ابن مکرم ڈاکٹر عبد الشکور میاں صاحب۔ آپ کے دادا چوہدری عبد الستار صاحب نے 1921 یا 1922 میں بیعت کی تھی۔ آپ 1981ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ بوقت شہادت عمر 30 برس تھی۔ نماز جمعہ کے لئے وضو کر رہے تھے کہ فائرنگ ہوئی۔ زخمی حالت میں ہسپتال لایا گیا۔ 70 بوتلیں خون کی دی گئیں مگر جانبر نہ ہوسکے۔ نمازی اور کم گو انسان تھے۔

مکرم لعل خان صاحب ناصر شہید ابن مکرم حاجی احمد صاحب۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 52 سال تھی۔ مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن میں شہادت کا رُتبہ پایا۔ امیر ضلع مظفر گڑھ رہے۔ بروز جمعہ نماز تہجد باجماعت پڑھائی۔ وقف عارضی کا بڑا شوق تھا۔ زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری نومبائعین رہے۔ ہر وقت زبان پر درود شریف اور خلافت جوبلی کی دعائیں ہوتیں۔

مکرم مظفر اقبال صاحب شہید ابن مکرم محمد صادق صاحب۔ آپ کو ایک سال قبل مع فیملی بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 89 برس تھی۔ دار الذکر میں شہادت پائی۔ باقاعدگی سے نماز تہجد ادا کرنے والے تھے۔ ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ میرے خاوند کو جو رُتبہ شہادت ملا وہ دراصل اس کے حقدار تھے۔ ایم ٹی اے بہت شوق سے سنتے تھے۔ مارچ 2009ء میں بیعت کی تھی۔ باوجود شدید مخالفت کے ثابت قدم رہے۔

مکرم منور احمد صاحب شہید۔ آپ کو 1953 اور 1974ء کے مخالفانہ حالات میں بھی قربانی دینے کی توفیق ملی۔ بوقت شہادت عمر 86 برس تھی۔ موصی تھے۔ مسجد دار الذکر میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

مکرم مبارک علی اعوان صاحب شہید ابن مکرم عبد الرزاق صاحب۔ آپ کی عمر 89 برس تھی۔ مسجد دار الذکر میں شہادت پائی۔ مثالی انسان تھے۔ آپ کے اخلاق کی وجہ سے کبھی کسی کو مخالفت کی جرأت نہیں ہوئی۔ جب ان کا جنازہ اُٹھایا گیا تو ایک غیر احمدی خاتون بولی کہ اب میرا اور میرے بوڑھے خاوند کا کون سہارا ہوگا۔ سال میں ایک دو بار دیگیں پکوا کر تقسیم کرتے تھے۔ نہایت رقیق القلب اور شفیق انسان تھے۔

مکرم عتیق احمد خان صاحب شہید ابن مکرم محمد شفیع صاحب۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 55 سال تھی۔ مسجد دار الذکر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ تہجد گزار اور ہر وقت درود شریف پڑھتے تھے۔

مکرم محمد احمد صاحب شہید ابن مکرم مجیب احمد صاحب۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 83 سال تھی۔ دار الذکر میں سیکورٹی گارڈ مقرر تھے اور وہیں شہید ہوگئے۔ بہت اخلاص سے ڈیوٹی دینے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام شہداء کو اپنی رحمت میں جگہ دے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان شہداء کے علاوہ حضرت مولانا عبد المالک صاحب کی اہلیہ کی وفات کا ذکر کر کے ان کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے۔ اہلیہ صاحبہ مولانا عبد المالک صاحب مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ساس تھیں۔

☆☆☆☆

افسوس! محترم مولوی محمد احمد صاحب کالا افغاناں درویش وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم مولوی محمد احمد صاحب کالا افغاناں درویش 17 جون کو بعمر 86 سال وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مرحوم کی نماز جنازہ، جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں پڑھائی اور قطعہ درویشان میں تدفین عمل میں آئی۔ بعد تدفین محترم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ محترم موصوف ابتدائی درویشان میں سے تھے۔ بطور دیہاتی مبلغ کافی عرصہ خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح مرکز میں بھی مختلف دفاتر میں خدمت بجالاتے رہے۔ بالخصوص دفتر زائرین میں کافی عرصہ خدمت کی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ پنجاب کے کئی دیہاتوں میں بہت سے افراد کو بیعت کرانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں اپنے مقام قرب سے نوازے۔ مرحوم درویش کی سوگوار بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ تینوں شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم منور احمد صاحب کالا افغاناں دفتر محاسب میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ (ادارہ)

119 واں جلسہ سالانہ قادیان 2010

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۱۹ واں جلسہ سالانہ قادیان، قادیان دارالامان میں انشاء اللہ تعالیٰ۔ مورخہ 26-27-28 دسمبر بروز اتوار۔ سوموار۔ منگل منعقد کیا جارہا ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

احباب کرام ابھی سے اِس للٰہی جلسہ سالانہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کرنے کی تیاری شروع کردیں۔ خود بھی شامل ہوں اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اپنے ہمراہ لائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)